

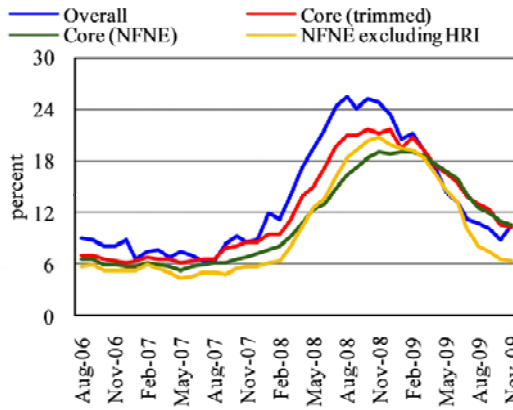
4.1 زری پالیسی

عمومی گرانی میں کمی (دیکھئے جدول 4.1) سمیت، بہت سے اہم معاشی اظہاریوں میں بہتری نے اسٹیٹ بینک کو مالی سال 10ء کے دوران زری پالیسی کو بتدریج نرم کرنے کا موقع دیا۔ اگست 2009ء میں پالیسی ریٹ میں 100 بیس پوائنٹس کی کٹوتی کے بعد نومبر 2009ء میں مزید 50 بیس پوائنٹس کم کیے گئے۔ اس طرح اپریل 09ء سے شروع کی جانے والی زری نرمی کے عمل میں اب تک پالیسی ریٹ میں مجموعی طور پر 250 بیس پوائنٹس کی کمی ہو چکی ہے۔¹

جدول 4.1: اہم معاشی اظہاریے (سال بسال نمو) فیصد		
جولائی تا نومبر		
مئی 09ء	مئی 10ء	
56.1	81.4	جاری حسابات کا خسارہ
25.6	-21.2	درآمدات
-5.0	0.7	بڑے پیمانے کی اشیاء سازی (ایل ایس ایم) ²
4.4	0.9	مٹی شے کا قرضہ ¹
0.6	4.2	زری رسد (زر) ¹
24.7	10.5	صارف اشاریہ قیمت گرانی (سال بسال)
27.7	0.6	غیس وصولیاں ³

¹ جولائی تا 5 دسمبر، ² جولائی تا اکتوبر، ³ جولائی تا ستمبر

شکل 4.1: گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (سال بسال)



عمومی گرانی کے نومبر 2008ء کی 24.7 فیصد بلند سطح سے لے کر نومبر 2009ء میں 10.5 فیصد کی پست سطح پر آنے کی وسعت اور رفتار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سخت زری پالیسی اور مالیاتی خسارے کی تسلیک کو محدود کرنے سے اضافی طلب کا دباؤ خاصا کم ہو گیا۔ اضافی طلب کا یہ دباؤ گذشتہ تین برسوں سے معیشت کو نقصان پہنچا رہا تھا۔ گرانی کی شرح میں کمی کو ممکنہ طور پر درآمدی گرانی کی پست سطح (مالی سال 2010ء میں روپے کی قدر میں استحکام اور اجناس کے عالمی نرخوں کی پست سطح کے باعث) اور اہم زرعی اجناس کی ملکی پیداوار میں بہتری سے بھی فائدہ پہنچا ہے۔

¹ اسٹیٹ بینک نے اپریل 2009ء میں پالیسی ریٹ میں 100 بیس پوائنٹس کی کمی کر دی تھی۔

² اس کے ساتھ ساتھ طلب پر مبنی گرانی کا دباؤ جس کی عکاسی قومی گرانی میں غیر غذائی و غیر توانائی اور 20 فیصد تا شاید اوسط دونوں سے ہوتی ہے، اس میں اگرچہ کمی آ رہی ہے لیکن یہ دو ہندسی رہا اور مجموعی گرانی سے بلند سطح پر ہے (دیکھئے شکل 4.1)۔ اس کی وجہ اشاریہ کرایہ مکان ہے جسے 24 ماہ کی جیومیٹرک اوسط سے اخذ کیا جاتا ہے، اس میں بتدریج تبدیلی آتی ہے۔

جدول 4.2: زری مجموعے (جولائی 5 تا دسمبر) رقم کا بھاد ارب روپے میں، نمونہ فیصد میں				
شرح ہائے نمو		رقم کا بھاد		
م 10ء	م 09ء	م 10ء	م 09ء	
4.2	0.6	215.8	29.7	زری (2)
11.2	-53.6	58	-357.9	خالص بیرونی اٹھائے (این ایف اے)
20.3	-74.5	65.9	-357.8	اسٹیٹ بینک آف پاکستان
-4.1	-0.04	-7.9	-0.1	جدولی بینک
3.4	9.6	157.8	387.6	خالص ملکی اٹھائے (این ڈی اے)
13	40.8	114.3	315.7	اسٹیٹ بینک
1.2	2.2	43.5	71.9	جدولی بینک
جس میں				
12.3	23.1	250.4	350.4	حکومتی قرض گیری
15.2	24.8	254.9	338.2	برائے اعانت میزانیہ
7.6	39.2	88.9	405.2	اسٹیٹ بینک
32.2	-20.2	166	-67	جدولی بینک
-0.8	10.1	-2.8	13.7	اجناس کی سرگرمیاں
3.2	6.1	101.4	182.8	غیر سرکاری شعبہ
0.9	4.4	27.1	127.3	نئی شعبے کا قرضہ
28.2	48.9	75.1	55.6	پی ایس ایف کا قرضہ
32.1	28.7	-194.1	-145.7	دیگر اجزاء خالص

طلب کے دباؤ میں اعتدال کی عکاسی درآمدات میں مسلسل سال بسال کمی (خصوصاً جولائی تا نومبر مالی سال 10ء کے دوران درآمدی حجم میں منفی نمو) سے ہوتی ہے جس کے نتیجے میں جاری حسابات کا خسارہ تیزی سے کم ہوا ہے جبکہ اسی مدت میں نجی شعبے کے قرضوں کی نمو بھی پست سطح پر رہی۔ قرضوں کی کمزور طلب، سیالیت کی مشکلات³ اور بینکوں کی جانب سے خطرات مول لینے سے گریز نے زیر جائزہ مدت کے دوران زری توسیع کو قابو میں رکھنے میں مدد دی (دیکھئے جدول 4.2)⁴

گزشتہ 12 مہینوں کے دوران گرانہ میں 14.2 فیصدی درجے کی کمی ہوئی اور ملکی معیشت میں کمزوری کی عکاسی زری مجموعوں کی پست نمو، ٹیکس وصولیوں میں انجماد، بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں

سست روی، برآمدات میں کمی وغیرہ سے ہوتی ہے۔ مذکورہ عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے زری پالیسی کو مزید نرم کرنے کا تقاضا بھی کیا گیا۔

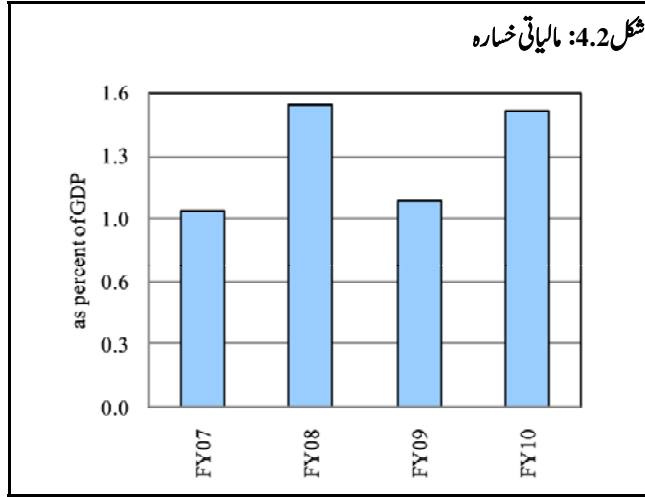
تاہم اسٹیٹ بینک کے مطابق زری پالیسی میں جارحانہ نرمی میں متعدد عوامل رکاوٹ بنے:

مالیاتی اور نیم مالیاتی سرگرمیوں نے شرحوں پر دباؤ بڑھا دیا

مالی سال 2010ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مالیاتی خسارہ بڑھ کر جی ڈی پی کا 1.5 فیصد ہو گیا جو گزشتہ مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں 1.1 فیصد تھا۔ اس طرح روپے کے لحاظ سے اس میں 62 فیصد اضافہ ہوا ہے (دیکھئے شکل 4.2)۔ اگرچہ اس کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک سے میزانیہ قرض گیری میں اضافہ نہیں ہوا اور یہ قرض گیری آئی ایم ایف سے طے پانے والے سہ ہدف کی حد میں رہی لیکن بلند خسارے نے کچھ منفی اثرات مرتب کیے:

³ کیونکہ بینکوں کے فنڈز زبردستی قرضوں اور اجناس کی خریداری میں پھنسے ہوئے ہیں۔

⁴ تفصیلات کے لیے دیکھئے نجی شعبے کے قرضے کا سیکشن۔



1: خسارے کے ایک حصے کو آئی ایم ایف سے ملنے والے برج فنانس قرضے سے پورا کیا گیا۔ یہ قرضہ بھی گرانی پر کم و بیش خسارے کی تسلیک جیسے اثرات مرتب کرتا ہے۔

2: خسارے کی روپے میں قدر کی لمبی چھلانگ اور اسٹیٹ بینک کی مالکاری پر انحصار کی پست سطح کا مطلب تھا کہ حکومت کی کمرشل بینکوں سے قرض گیری میں خاصا اضافہ ہو گیا ہے۔ جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 10ء کے دوران جدولی بینکوں سے خالص میزانیہ قرض گیری 166 ارب روپے رہی جبکہ

گذشتہ برس کی اسی مدت میں 67 ارب روپے کی خالص واپسی کی گئی تھی۔ ایسا غیر بینک ذرائع سے قوم کی بہتر دستیابی (جولائی تا ستمبر مالی سال 10ء میں 107.6 ارب روپے) کے باوجود دیکھنے میں آیا۔

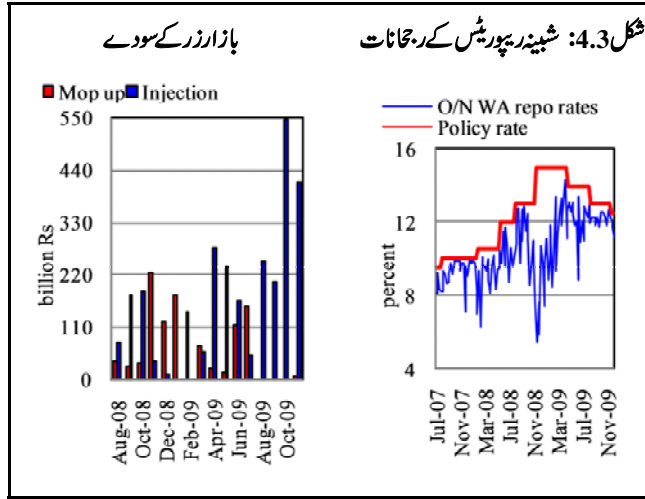
3: حکومتی شعبے کی بلند طلب اور امانتوں کی پست نمونہ نئی شعبے میں اضافی اکتشاف لینے کے حوالے سے بینکوں کی صلاحیت اور آمدگی کو متاثر کر رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نئی سرمایہ کاری کے سکڑنے کا خطرہ بھی پیدا ہو رہا ہے۔

مالیاتی توسیع کی سرگرمیوں سے پیدا ہونے والے مسائل کے ساتھ ساتھ توانائی کے شعبے کے گردش قرضوں کی مالکاری اور اجناس کی خریداری کرنے والی ایجنسیوں اور خوراک کے صوبائی حکومتوں کی جانب سے قرض گیری جیسی نیم مالیاتی سرگرمیوں میں خاطر خواہ اضافہ بھی کافی مشکلات پیدا کرنے کا باعث بن رہا ہے۔⁵ مثلاً، وفاقی حکومت کی جانب سے زراعت ملنے میں تاخیر نے اجناس کی خریداری کرنے والی ایجنسیوں اور غذائی حکومتوں کے لیے بینکوں کے قرضوں کی بروقت واپسی کو مشکل بنا دیا۔⁶ یہ نہ صرف بینکوں کی سیالیت پر دباؤ کو بڑھانے کا باعث بنا بلکہ اس کے نتیجے میں نئے فصلوں کی خریداری کے لیے قرضے دینے میں بینکوں کی آمدگی کی سطح بھی پست ہو گئی ہے۔

سیالیت کی قلت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے جولائی تا نومبر مالی سال 10ء کے دوران بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت میں جامع اعانت فراہم کی (دیکھئے شکل 4.3)۔ منڈی کی سیالیت کو بہتر بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک کی بروقت اعانت اور گرانی میں کمی کی توقعات کے تسلسل سے شبیہ ریپوریٹ کو شرح سود کے کوریڈر کی حد کے اندر رکھنے میں مدد ملی ہے۔

⁵ خریداری کرنے والی ایجنسیوں اور خوراک کے صوبائی حکومتوں نے گندم، چاول اور کھاد کی خریداری کے لیے بینکوں سے مالکاری حاصل کی تھی تا کہ منڈی کی قیمت کو مستحکم اور اجناس کے ذخائر کو بڑھا کر ملک میں رسد کی ہموار فرامی کو یقینی بنایا جاسکے۔

⁶ اس کے ساتھ ساتھ مختلف حکومتی اداروں کی واجب الوصول قوم میں اضافے نے بھی اثرات مرتب کیے۔



مالیاتی کھاتے میں ممکنہ انحراف

طلب کے دباؤ کو بڑھا سکتا ہے

مزید برآں، اس بارے میں خدشات موجود ہیں کہ مالیاتی کھاتہ مالی سال 10ء میں کچھ کمزوری کا مظاہرہ کرے گا۔ مثلاً، انسداد دہشت گردی کی جاری کارروائیاں سال بھر میں میزانیہ اخراجات کو خاصا بڑھا سکتی ہیں۔ اسی طرح، محصولات میں کمی کا خطرہ (کمزور معیشت کے سبب) بھی درپیش ہے۔ اگر منصوبے کے مطابق بیرونی ماکاری رقوم حاصل نہ ہو سکیں تو مالیاتی خسارے میں

اضافہ شدت اختیار کر لے گا جس سے ملکی منڈیوں میں طلب کا دباؤ بڑھے گا اور گرانی کے دباؤ میں اضافہ ہو جائے گا۔

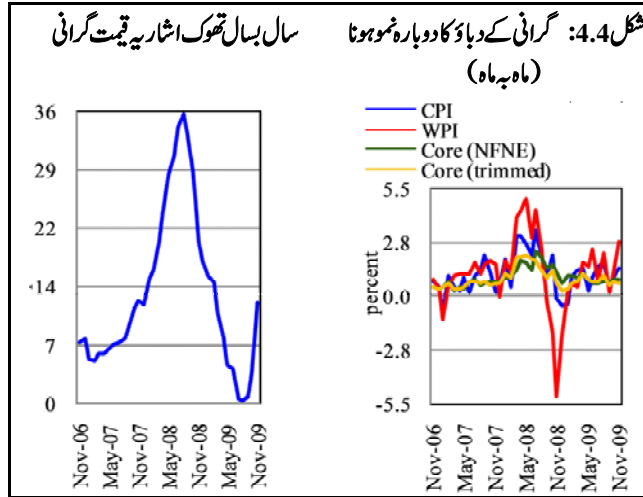
درآمدی گرانے دوبارہ نمودار ہو سکتی ہے

بیرونی جاری کھاتے کے خسارے میں ممکنہ اضافہ جارحانہ زری نرمی سے منسلک ایک اور خطرہ ہے۔ یہاں یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ اکتوبر 2009ء سے درآمدات پر دباؤ میں اضافہ ہونا شروع ہو گیا ہے جو کہ جزوی طور پر اجناس کے عالمی نرخوں میں اضافے کو ظاہر کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ملکی معیشت کی معمولی بحالی بھی آئندہ مہینوں کے دوران درآمدات پر دباؤ میں اضافہ کر سکتی ہے۔ بیرونی رقوم کی آمد کے دوبارہ شروع ہونے کے بارے میں خدشات کو مد نظر رکھتے ہوئے جاری حسابات کے خسارے کی ماکاری چیلنج ثابت ہوگی۔ غیر یقینی بیرونی رقوم کے بارے میں خدشات کی عکاسی اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ مالی سال 10ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران آئی ایم ایف کے قلیل مدتی برج فنانس کے علاوہ دیگر سرکاری رقوم کی آمد کی سطح توقع سے کہیں زیادہ کم رہی ہے۔ مزید برآں، بلند عالمی نرخوں کے اثرات کی منتقلی سے توقع ہے کہ شرح مبادلہ میں تغیر پذیری بڑھے گی جس سے امکان ہے کہ بیرونی کھاتے پر دباؤ مزید بڑھ جائے گا۔

گرانے کا دباؤ ممکنہ طور پر بڑھنا شروع ہو گیا ہے

فروری 2009ء سے قیمتوں کے تمام اشاریوں کی ماہ بہ ماہ گرانے میں مسلسل اضافے سے پتہ چلتا ہے کہ گرانے کا دباؤ واپس آ رہا ہے (دیکھئے شکل 4.4)۔ مخصوص معنوں میں ماہ بہ ماہ بنیادوں پر گزشتہ دس مہینوں کے دوران گرانے کے تمام اشاریوں میں مسلسل مثبت نمو دیکھنے میں آئی ہے۔ درآمدی گرانے خصوصاً خام تیل کے عالمی نرخوں میں اضافے کا حالیہ رجحان صورتحال کو مزید بدتر بنا سکتا ہے کیونکہ تھوک اشاریہ قیمت گرانے بڑھنا شروع ہو گئی ہے۔ 7 ستمبر 2008ء سے تھوک اشاریہ قیمت گرانے میں کمی کا رجحان تھا لیکن ستمبر 2009ء سے اس میں دوبارہ اضافہ شروع ہو گیا ہے: اس میں نومبر 2009ء میں 12.5 فیصد کا نمایاں اضافہ ریکارڈ کیا گیا جبکہ مالی سال 10ء کے ابتدائی چار مہینوں کے دوران اس میں 1.3 فیصد کا

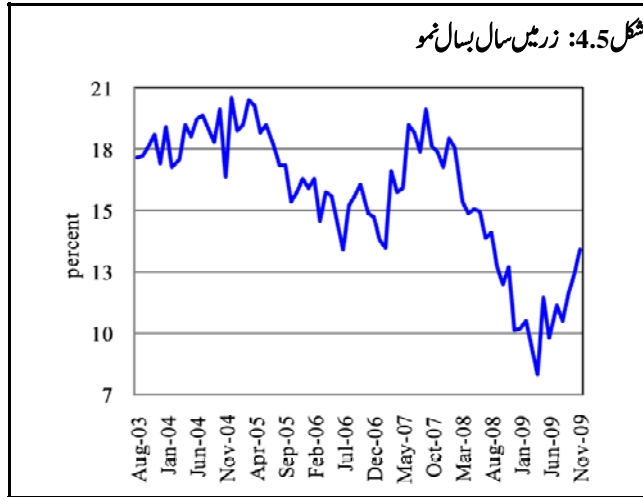
⁷ اجناس کی قیمتوں کے علاوہ گئے اور کپاس نے بھی ملکی منڈی میں تھوک اشاریہ قیمت کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے باب 3 ”قیمتیں“۔



اوسط اضافہ ہوا تھا۔ اگرچہ اجناس کے عالمی نرخوں کا تھوک اشاریہ قیمت گرانی میں حصہ ابھی پست سطح پر ہے، تاہم اگر تیل کے عالمی نرخوں میں اضافے کا عمل جاری رہا تو آئندہ مہینوں کے دوران یہ مزید مضبوط ہو سکتا ہے۔⁸ مزید برآں، بجلی کی قیمتوں میں مکمل مطابقت کے نتیجے میں بھی تھوک اشاریہ قیمت پر دباؤ بڑھنے کا امکان ہے اور اس طرح مجموعی گرانی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

4.2 زری مجموعوں کی صورتحال

زر وسیع (زر 2) میں سال بسال نمونہ اپریل 2009ء میں آٹھ فیصد کی پست ترین سطح پر پہنچنے کے بعد 5 دسمبر 2009ء کو 13.4 فیصد تک پہنچ گئی ہے (دیکھئے شکل 4.5)۔



یہ اضافہ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں (این ایف اے) میں سال بسال اضافے کے نتیجے میں ہوا ہے کیونکہ بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثے نمایاں سست روی کے بعد 5 دسمبر 09ء کو 8.4 فیصد پر آ گئے تھے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگست 2009ء میں آئی ایم ایف نے اپنے رکن ممالک کے ایس ڈی آر کوٹے میں اضافہ کر دیا تھا۔⁹ اگرچہ ایس ڈی آر کی مد میں تقسیم کی جانے والی رقوم کا زر 2 اور زر بنیاد پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے لیکن اس نے صرف زر کے اجزائے ترکیبی کو تبدیل کر دیا ہے۔ اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں 99 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ اسٹیٹ بینک کی دیگر خالص اشیا (او آئی این) میں اتنی ہی کمی ہوئی ہے جس کے نتیجے میں اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثوں میں کمی واقع ہو گئی (دیکھئے جدول 4.3)۔

⁸ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ تھوک اشاریہ قیمت میں شامل خام تیل، موٹر اسپرٹ وغیرہ جیسی چند اجناس عالمی نرخوں میں تبدیلی سے براہ راست متاثر ہوتی ہیں۔
⁹ 29 اگست 2009ء کو آئی ایم ایف نے عالمی مالی بحران کے رد عمل میں اپنے رکن ممالک کے ایس ڈی آر کوٹے میں اضافہ کر دیا۔ جس کی اہم وجہ سیالیت کی قلت کا شکا ر ملکوں کو خاصی مقدار میں غیر مشروط مالی وسائل کی فراہمی تھا۔

خالص بیرونی اثاثے¹⁰

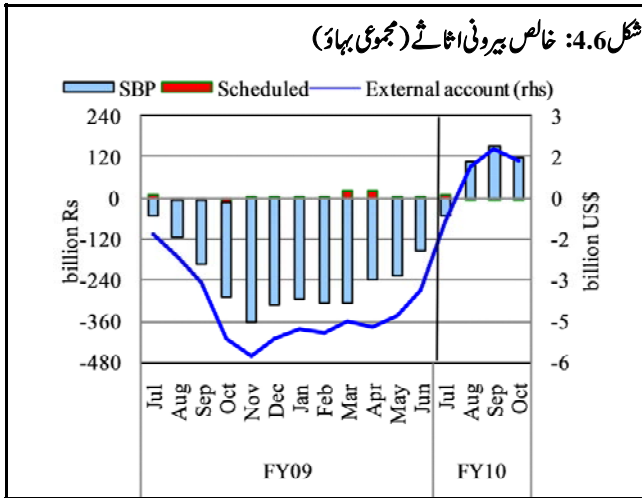
جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 10ء کے دوران بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں 41 ارب روپے کی معمولی کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران اس میں 357.9 ارب روپے کی غیر معمولی تخفیف ہوئی تھی (دیکھئے جدول 4.3)۔

خالص بیرونی اثاثوں کی پست تخفیف کے ذمہ دار اہم عوامل میں جزائی سرمایہ کاری میں تیزی سے غیر متوقع اضافہ، کارکنوں کی ترسیلات زر کا مسلسل بڑھنا اور کثیر فریقی ایجنسیوں کی جانب سے بھاری رقوم کی آمد شامل ہیں۔ زیر جائزہ مدت کے دوران تجارتی خسارے میں مسلسل کمی بھی بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں پر ادائیگیوں کے دباؤ کو کم کرنے کا باعث بنی ہے (دیکھئے شکل 4.6)۔

مالی سال 09ء کی طرح جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 10ء کے دوران بینکاری نظام کے

جدول 4.3: ایس ڈی آر کے اثرات (ارب روپے)		
جولائی تا 5 دسمبر		
میں 10ء	میں 09ء	
58.0	-357.9	خالص بیرونی اثاثے
-41.0	-357.9	ایس ڈی آر سے مطابقت
65.9	-357.8	اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثے
-33.1	-357.8	ایس ڈی آر سے مطابقت
157.8	387.6	خالص ملکی اثاثے
256.8	387.6	ایس ڈی آر سے مطابقت
114.3	315.7	اسٹیٹ بینک کے خالص ملکی اثاثے
213.3	315.7	ایس ڈی آر سے مطابقت

شکل 4.6: خالص بیرونی اثاثے (مجموعی بہاؤ)

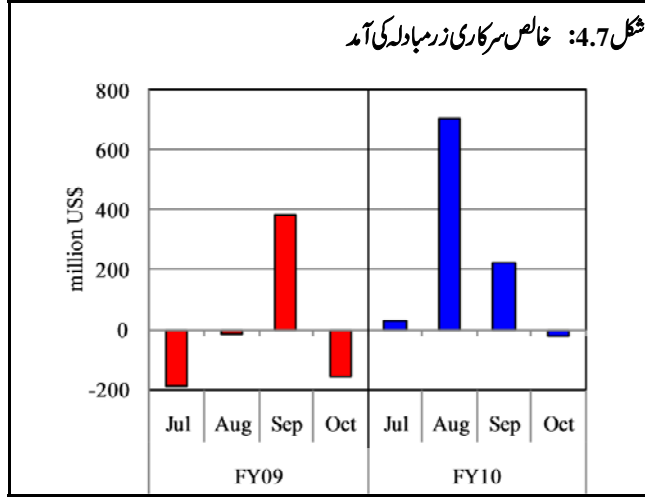


خالص بیرونی اثاثوں میں کمی میں اہم حصہ اسٹیٹ بینک کے این ایف اے کا ہے: اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں تخفیف کی رفتار میں تیزی سے کمی آئی ہے۔ خصوصاً، آئی ایم ایف کی جانب سے ملنے والی قلیل مدتی برج فنانس کی سہولت نے اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں تخفیف کی رفتار کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا (دیکھئے شکل 4.7)۔ اگر یہ بیرونی رقوم حاصل نہ ہوتیں تو اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں کمی اس سے کہیں زیادہ ہو سکتی تھی۔¹¹

تیل کی درآمدی ادائیگیوں کی مالکاری کو بتدریج بین الینک منڈی میں منتقل کرنے سے اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں پر دباؤ میں

¹⁰ یہاں پر کمی جانے والی بجٹ ایس ڈی آر کے خالص بیرونی اثاثوں اور خالص ملکی اثاثوں پر مبنی ہے۔

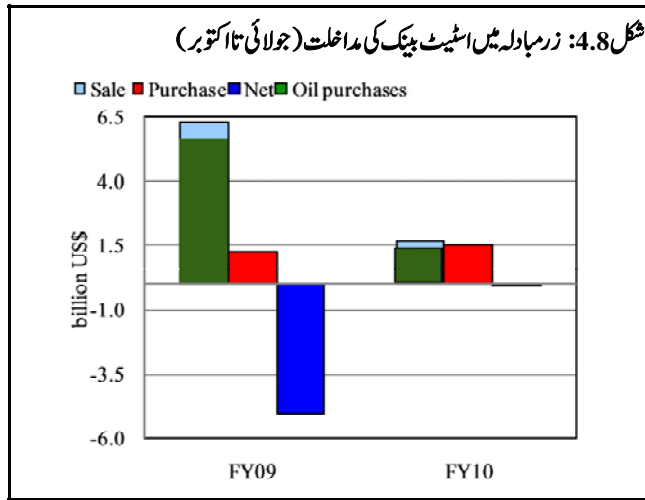
¹¹ آئی ایم ایف کے قرضوں کے علاوہ اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 10ء کے دوران کمی دیکھنے میں آئی ہے۔



مزید کی آئی ہے۔¹² نتیجتاً جولائی تا اکتوبر مالی سال 2010ء کے دوران بین الینک منڈی میں خالص مداخلت کی سطح گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں پست رہی (دیکھئے شکل 4.8)۔

جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 2010ء کے دوران کمرشل بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں خالص تخفیف 7.9 ارب روپے تک محدود رہی جو گزشتہ مالی سال کی اسی مدت میں 0.1 ارب روپے تھی (دیکھئے

جدول 4.2)۔ تخفیف کی بلند سطح کا سبب تیل درآمدات کی ادائیگیاں ہیں۔ تاہم، خالص نجی رقوم کی آمد کے باعث جدولی بینکوں کی امانتوں



کی بنیاد میں اضافے کا رجحان تیل کی ادائیگیوں پر دباؤ کو جزوی طور پر زائل کر سکتا ہے (دیکھئے شکل 4.9)۔

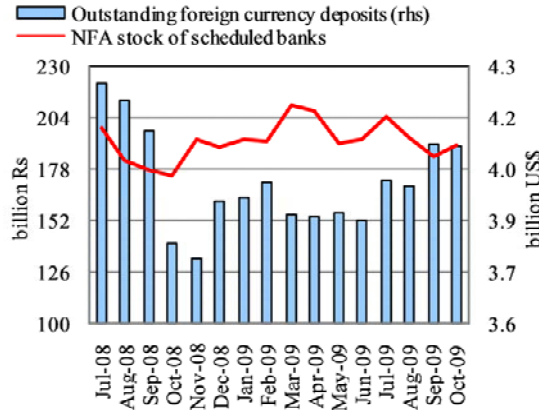
خالص ملکی اثاثے

ملکی طلب کے سکنے کی وجہ سے جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 10ء کے دوران بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں میں 5.6 فیصد نمو ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں اس میں 9.6 فیصد کی مضبوط نمو ہوئی تھی۔ زیر جائزہ مدت میں خالص ملکی اثاثوں کی توسیع کو محدود

کرنے میں نجی شعبے میں قرضے کی کمزور طلب، میزانیہ قرض گیری کی پست سطح اور اجناس کی مالکاری کی مد میں قرضوں کے استعمال میں کمی جیسے عوامل نے اہم کردار ادا کیا۔

¹² اسٹیٹ بینک نے پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات کے لیے زرمبادلہ میں خریداری کا بوجھ ہندرتج جدولی بینکوں کو منتقل کر دیا ہے۔ اس حوالے سے سب سے پہلے اسٹیٹ بینک نے فروری 2009ء کو جدولی بینکوں کو ہدایت کی کہ وہ فرنس آئل کی درآمد کی مالکاری کریں جبکہ اسٹیٹ بینک ڈیزل اور دیگر تیار مصنوعات کی درآمد کے لیے زرمبادلہ فراہم کر رہا تھا۔ اگست 2009ء سے ڈیزل اور دیگر پیٹرولیم مصنوعات کی خریداری جدولی بینکوں کو منتقل کر دی گئی اور اسٹیٹ بینک صرف خام تیل کے لیے مالکاری فراہم کر رہا تھا۔ آخر میں دسمبر 2009ء کے وسط میں تیل کی مصنوعات کی تمام خریداری بین الینک منڈی کو منتقل کر دی گئی ہے۔

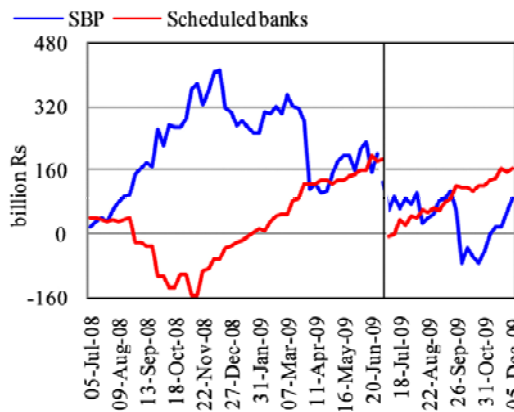
شکل 4.9: جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے



جدول 4.4: خسارے کی مالکاری (جولائی تا ستمبر)

ارب روپے	مئی 09ء	مئی 10ء
خسارہ	137.7	223.7
بیرونی	6.2	77.1
ملکی	131.7	146.6
غیر بینک	27.1	107.6
بینک	104.6	39.0

شکل 4.10: میزانیہ قرض گیری کے اجزائے ترکیبی



اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری

جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 10ء کے دوران بینکاری نظام سے حکومت کی اعانت میزانیہ قرض گیری مالی سال 09ء کی اسی مدت کے مقابلے میں کم رہی۔ ایسا مالی سال 10ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی میزانیہ مالکاری میں اضافے کے باوجود دیکھنے میں آیا ہے کیونکہ خسارہ گزشتہ برس کی پہلی سہ ماہی کے 137.7 ارب روپے کے مقابلے میں بڑھ کر 223.7 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ اعانت میزانیہ کے لیے بیرونی رقوم کی وصولیوں کے ساتھ ساتھ غیر بینک مالکاری خصوصاً قومی بچت اسکیموں کی رقوم نے حکومت کے لیے بینکاری نظام سے قرض گیری کو محدود کرنے کو ممکن بنا دیا (دیکھئے جدول 4.4)۔¹³

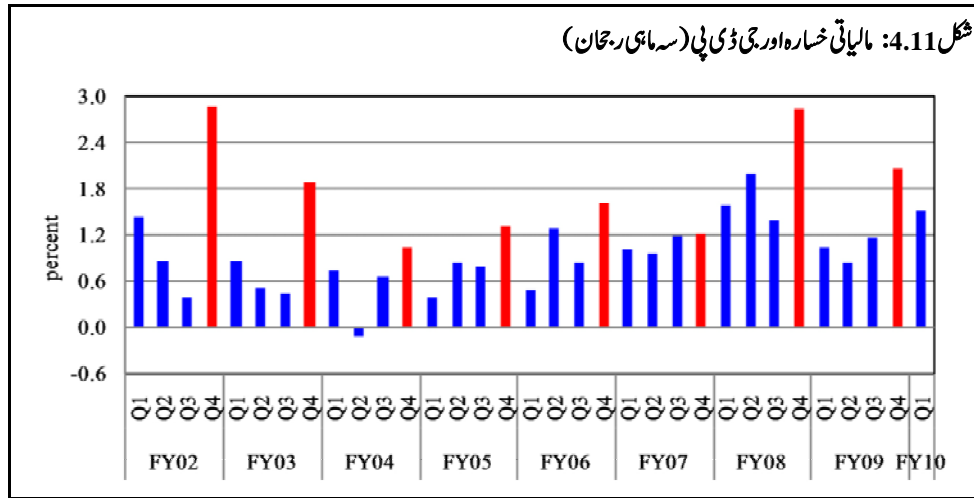
جولائی تا 6 دسمبر مالی سال 2009ء کے دوران اسٹیٹ بینک کو حکومتی ضروریات کے لیے مالکاری کا سارا بوجھ اٹھانا پڑا تھا لیکن جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 2010ء میں اعانت میزانیہ کے لیے قرض گیری کی ضروریات کا بڑا حصہ کمرشل بینکوں سے حاصل کیا گیا جبکہ مرکزی بینک سے قرض گیری کی سطح پست رہی (دیکھئے شکل 4.10)۔ یہاں یہ ذہن نشین رہنا ضروری ہے کہ مالی سال 2009ء کے ابتدائی چار مہینوں کے دوران خسارے کی

¹³ غیر بینک قرض گیری میں حکومت نے قومی بچت اسکیموں کے ذریعے مالی سال 2010ء کی پہلی سہ ماہی میں 153 ارب روپے جمع کیے جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 20.9 ارب روپے حاصل ہوئے تھے۔

تسلیم کی سطح خاصی بلند تھی اور نومبر 2008ء میں معاشی استحکام پروگرام کے آغاز کے بعد ہی مرکزی بینک سے حکومتی قرض گیری کو محدود کرنا ممکن ہوا تھا۔

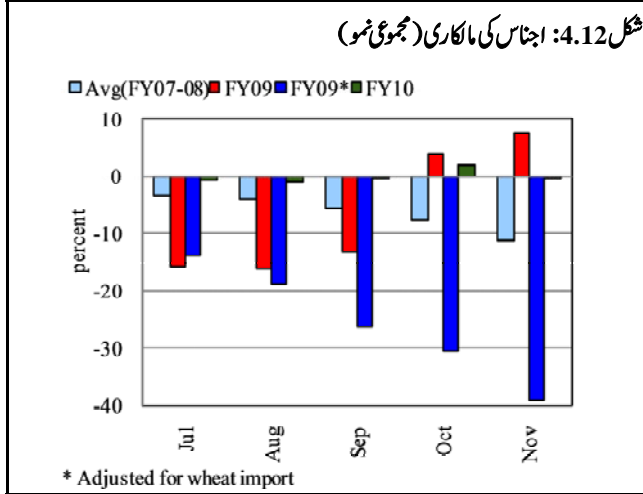
تفصیلی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر ستمبر 2009ء تک حکومت نے اسٹیٹ بینک کے قرضے واپس کر دیے تھے اور اس کے لیے: (الف) اسٹیٹ بینک کے منافع کی حکومتی کھاتے میں منتقلی اور (ب) اسی مہینے میں 40.5 ارب روپے مالیت کے ٹریژری بلز جاری کر کے کمرشل بینکوں سے قرض گیری کو استعمال کیا گیا۔ نتیجتاً، آخر ستمبر 2009ء تک اسٹیٹ بینک کے پاس ایم آر ٹی بینک کا ذخیرہ کم ہو کر 1010.8 ارب روپے رہ گیا جو آخر ستمبر 2008ء میں 1256.9 ارب روپے کی سطح پر تھا۔ دوسری جانب کمرشل بینکوں سے قرض گیری مستحکم رہی کیونکہ (الف) بینک اب تک نجی شعبے کو قرضوں کے اجراء میں احتیاط سے کام لے رہے ہیں اور (ب) نجی شعبے کے قرضوں کی طلب کمزور رہی ہے۔

اس سے قطع نظر جی ڈی پی کے لحاظ سے مالی سال 2010ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 1.5 فیصد مالیاتی خسارہ کو مد نظر رکھتے ہوئے پورے سال کا 4.9 فیصد بدهی کافی پریشان کن معلوم ہوتا ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالیاتی خسارے کے سہ ماہی رجحان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عام طور پر سال کی چوتھی سہ ماہی میں زیادہ بڑھتا ہے (دیکھئے شکل 4.11)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وعدہ کی گئی بیرونی رقوم کی آمد میں تاخیر اور قومی بچت اسکیموں کے ذریعے جمع کیے جانے والے فنڈز سے منسلک غیر یقینی صورتحال کے باعث آئندہ مہینوں میں بیکاری نظام کی رقوم پر انحصار کی سطح بلند رہے گی۔



مالی سال 10ء میں سرکاری شعبے کی انٹرپرائز کی کمرشل بینکوں سے قرض گیری کا سلسلہ مالی سال 10ء میں بھی بلا روک جاری رہا اور جولائی تا 5 دسمبر کے دوران 75.1 ارب روپے کا قرضہ لیا گیا جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 55.6 ارب روپے تھا۔ گزشتہ سال کی طرح چند پی ایس ایف کی جانب سے قرضے کی طلب کا سبب حکومت کے ساتھ توانائی کے دعووں کے تصفیے میں تاخیر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ستمبر 2009ء میں نئی قائم ہونے والی بجلی کمپنی کے کریڈٹ کی طلب نے بھی اثرات مرتب کیے۔ اس نجی کمپنی نے حکومتی ضمانت پر نجی طور پر میعاد کی مالکاری وثیقہ جات (پی پی ٹی

ایف سی) 14 جاری کیے جس کا مقصد چند پی ایس ایز اور نجی اداروں پر بینکوں کے دعووں کے حصے میں خاطر خواہ کمی کرنا تھا۔ 15,16 اگرچہ پی پی ٹی



ایف سی کے اجزائے چند پی ایس ایز کو بینکوں کے قرضوں کا کچھ بوجھ کم کرنے میں مدد ملی تاہم یہ دیکھا گیا ہے کہ جیسے ہی انہیں نئی قرض گیری کی گنجائش ملی انہوں نے دوبارہ بینکوں سے قرضے حاصل کر لیے۔

اجناس کی مالکاری 17

مالی سال 10ء کے دوران اجناس کی مالکاری کی ایک اہم خصوصیت سال کے ابتدائی چار مہینوں کے دوران رقوم کا واپس نہ کیا جانا ہے۔ عام طور پر مالیاتی سال کے ابتدائی چند

مہینوں میں اجناس خصوصاً چاول، کھاد اور چینی کے قرضے واپس کیے جاتے ہیں۔ 18 تاہم، گزشتہ برس اس مد میں خاطر خواہ کمی کو مد نظر رکھتے ہوئے مالی سال 10ء کے دوران اب تک اجناس کے قرضوں کی واپسی کی سطح غیر معمولی طور پر پست ہے (دیکھئے شکل 4.12)۔ اس کا ایک ممکنہ سبب حکومت کے ساتھ قیمتوں کے تفرق کے دعووں کے تصفیے میں تاخیر ہو سکتا ہے جس نے چند سرکاری اداروں کی قرضے واپس کرنے کی صلاحیت کو بری طرح متاثر کیا ہے (دیکھئے باکس 4.1)۔ 19

مزید برآں، حکومتی ذخائر سے گندم کی طلب کمزور رہی جس کی وجہ عالمی نرخوں کے مقابلے میں اس کے اجزائی قدرے بلند قیمت ہے۔ 20 نتیجتاً، جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 10ء کے دوران اجناس کی مالکاری میں 2.8 ارب روپے کی کمی دیکھنے میں آئی ہے جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں اس میں 13.7 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جولائی تا 6 دسمبر مالی سال 09ء میں قرض گیری کی بلند سطح ٹی سی پی کی جانب سے گندم کی درآمد کے لیے بلند طلب کی عکاسی کرتی ہے۔ 21

14 تفصیلات کے لیے دیکھئے باب 4 ”زراور بینکاری“، سالانہ رپورٹ مالی سال 09ء، بینک دولت پاکستان۔

15 یہ دعوے کچھ پی ایس ایز کی جانب سے نقد ضروریات پوری کرنے کے لیے بینکوں سے قرضے لینے کے باعث پیدا ہوئے کیونکہ ان کے بین کارپوریٹ قرضوں میں اضافہ ہو گیا تھا۔

16 یہ حکومت کی جانب سے گزشتہ قرضے کے مسئلے کو حل کرنے کی دوسری اہم کوشش تھی۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے سالانہ رپورٹ مالی سال 09ء۔

17 اجناس کی خریداری کرنے والی ایجنسیوں اور خوراک کے صوبائی حکموں نے گندم، چاول، کھاد وغیرہ جیسی اجناس کی خریداری کے لیے بینکوں سے قرضے لیے تاکہ: (الف) منڈی کے نرخوں کو مستحکم رکھا جاسکے اور (ب) ملکی رسد کی پائیدار بنیادوں پر فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے اسٹریٹجک ذخائر کو بڑھایا جاسکے۔

18 چاول کی خریداری زیادہ تر نومبر کے مہینے سے شروع ہوتی ہے جبکہ گندم کی خریداری ہر سال اپریل تا جون تک کی جاتی ہے۔

19 تاہم، اکتوبر 2009ء میں نئی فصلوں کی خریداری (چاول اور چینی) اور کھاد کی درآمد میں معمولی اضافہ دیکھا گیا ہے۔

20 سہ ماہی شواہد سے گندم کی سرحد پار سے ملک میں اسٹاک کی نشاندہی ہوتی ہے۔

21 جولائی تا 6 دسمبر مالی سال 09ء کے دوران ٹی سی پی نے گندم کی درآمد کے لیے جدولی بینکوں سے 53.3 ارب روپے حاصل کیے۔ اسے منہا کرتے ہوئے اجناس کی مالکاری کے لیے اسی مدت کے دوران 39.6 ارب روپے کی خالص واپسی کی گئی۔

باس 4.1: اجناس کی سرگرمیوں کے لیے بینکوں کے قرضوں کا جمع ہونا

گذشتہ دو برسوں کے دوران بڑھتی ہوئی مالیاتی مشکلات کے نتیجے میں حکومت کی جانب سے واجبات کی ادائیگی میں تاخیر ہو رہی ہے۔ خصوصاً، حکومت ملکی اداروں کو زراعت کی بروقت فراہمی میں مسلسل ناکام رہی ہے اور غیر ادا شدہ بقایا جات معیشت کو متاثر کر رہے ہیں کیونکہ متاثرہ ادارے رسد کنندگان کو ادائیگی اور/یا مالی نظام سے حاصل کیے گئے قرضوں کی واپسی سے قاصر ہیں۔ اس کی سب سے نمایاں مثال توانائی کے شعبے میں موجود گردش قرضوں کا مسئلہ ہے۔ جبکہ اس کی ایک اور مثال اجناس کی سرگرمیوں کے لیے حکومت کے (اور حکومتی اداروں) غیر ادا شدہ دعووں کے پول کا نمودار ہونا ہے۔ یہ قرضے خاصی بھاری ہیں اور ان کا انتظام بھی مشکل ہے۔

حکومت کی جانب سے اجناس کی سرگرمیوں کا سبب اس کی یہ خواہش ہے کہ:

(1) کاشت کاروں/ پیدا کاروں کے لیے ”اچھی“ قیمت (منڈی سے زائد) کو یقینی بنایا جائے۔

(2) اقتصادی تنظیمیں کو زراعت فراہم کیا جائے۔

(3) کچھ اجناس کی وافر دستیابی کو یقینی بنایا جائے تاکہ اس کے نرخوں میں اضافے اور تغیر پذیریری کو روکا جاسکے۔

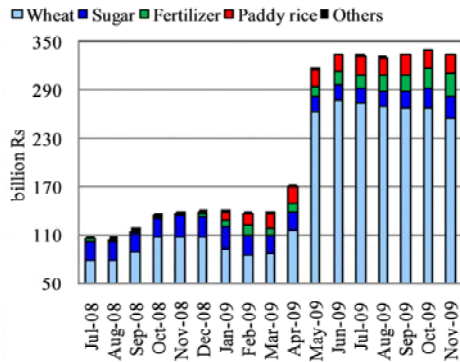
عام طور پر ایسی سرگرمیاں وفاقی اور صوبائی اداروں کی جانب سے انجام دی جاتی ہیں اور اس کے لیے رقم مالی اداروں کے قرضوں سے فراہم ہوتی ہیں۔ یہ قرضے حکومتی ضمانت کے حامل ہوتے ہیں اور بڑی حد تک توقع کی جاتی ہے کہ ان کی واپسی خود بخود ہو جائے گی۔ مثلاً، ذخیرہ اندوزوں کی جانب سے سٹے بازی کی بنیاد پر قیمتوں میں اضافے کو روکنے کے لیے حکومت نے گندم کی دستیابی یقینی بنانے کے لیے قرضے لیے اور تو قرضے کی مدت کو گندم کی تدریج فراہمی (فروخت) کے بعد ایسے قرضے ادا کر دیے جائیں گے۔ اسی لیے اجناس کی سرگرمیوں کے قرضوں میں اکثر موسمی تغیر پذیریری دیکھنے میں آتی ہے۔

حکومت کو اجناس کی ان سرگرمیوں کے لیے کچھ مالیاتی لاگت بھی برداشت کرنا پڑتی ہے کیونکہ عام طور پر ان ذخائر کو منڈی کے مقابلے میں کم نرخوں پر فروخت کیا جاتا ہے اور اس میں اجناس کی سرگرمیوں پر آنے والی لاگت (خریداری، ذخیرہ کاری کے نقصانات، مالی چارج وغیرہ) اور فروخت کی وصولیوں کے مابین فرق کو میسرانہ رقم سے ادا کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر حکومت تفریق کے دعووں کی ادائیگیوں کو موخر کرتی ہے تو یہ قرضے وقت پر واپس نہیں کیے جاسکتے جس کے نتیجے میں قرضے کی عرصیت میں غیر متوقع طوالت سے (اور رضا کارانہ) قرض دینے والے اداروں کے لیے سیالیت کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ قرضوں کی مدت میں طوالت کے باعث شرح سود کی لاگت بڑھنے سے حکومت کی مالیاتی لاگت بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ مالی ادارے اس عمل میں خطرہ سیالیت اور ذخیرہ کردہ اجناس کے نرخوں میں مضرت تبدیلیوں کو بھی مد نظر رکھتے ہیں۔

گذشتہ بارہ مہینوں کے دوران اجناس کے قرضوں کا ابھرنا

حالیہ برسوں کے دوران زراعت کے دعووں کا حجم خاطر خواہ نہیں رہا کیونکہ اجناس کی سرگرمیوں کے لیے روایتی قرض گیری کی سطح پست رہی ہے۔²² تاہم، مالی سال 09ء کے دوران متعدد

شکل 4.1.1: اجناس کی مالکاری کی واجب الادا رقم



اجناس (خصوصاً گندم) کے لیے بھاری قرضوں کے حصول، بڑھتی ہوئی مالیاتی مشکلات اور اجناس کے نرخوں میں مضرت تغیر پذیریری کے نتیجے میں اجناس کی واجب الادا مالکاری میں تیزی سے اضافہ ہو گیا ہے۔ آخر نومبر 2009ء میں اجناس کی خریداری کا واجب الادا بینک قرضہ بڑھ کر 334.9 ارب روپے تک پہنچ گیا ہے کیونکہ وفاقی وصولیاتی حکومتیں خریداری کرنے والی ایجنسیوں (ٹی سی بی اور پاسکو وغیرہ) اور خوراک کے صوبائی محکموں کو رقم فراہم نہیں کر سکیں (دیکھئے شکل 4.1.1)۔

قرض گیری کے تیزی سے بڑھنے کی عکاسی مالی سال 09ء کی آخری سہ ماہی سے ہوتی ہے۔ یہ قرضے زیادہ تر گندم کی خریداری کے لیے حاصل کیے گئے جبکہ چاول اور کھاد کی رقم کم ہیں۔ یہ بھاری قرض گیری چاول اور گندم کی ہر فصل کے بعد حاصل کی گئی تھی۔ اجناس کے لحاظ سے تقسیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ دیگر اجناس کے مقابلے میں گندم کی قیمت میں تفرق کے

²² اجناس کی سرگرمیوں کے لیے قرض گیری کی تاریخی طور پر آخر جون تک 100 ارب روپے رہی ہے۔

دعوے خاصے زیادہ تھے۔ خصوصاً حکومت نے 2008ء میں یو آئی کے موسم سے قبل گندم کے لیے بلند آمدنی قیمت کا اعلان کیا تھا جو نہ صرف اس کی ریکارڈ پیداوار پر متعجب ہوا بلکہ اس اقدام نے گندم کی خریداری کرنے والی ایجنسیوں میں کریڈٹ کی طلب کو بھی بڑھا دیا۔ اگرچہ حکومت کی دونوں سطحوں میں گندم کی خریداری میں اضافہ ہوا ہے لیکن اس ضمن میں زیادہ اضافہ خوراک کے صوبائی محکموں خصوصاً پنجاب میں ہوا ہے۔²³

خریداری و ذخیرہ کاری کے مابین فرق اور اجرائی قیمت میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حالیہ مہینوں کے دوران خوراک کے صوبائی محکمے گندم کے ذخیرے کو چار حاندانہ میں منڈی تک منتقل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے کیونکہ مقامی منڈی میں اس کی زیادہ قیمت کا تقاضا کیا جاتا ہے۔²⁴ لاگت بڑھنے کی ایک اور وجہ رمضان کے مہینے میں پنجاب حکومت کی جانب سے گندم کی انتہائی کم نرخوں پر فراہمی ہے۔²⁵ مذکورہ تمام عوامل کے نتیجے میں حکومت کے لیے قیمتوں میں تفرق کے دعوے بلند سطح پر پہنچ گئے۔ چونکہ حکومت نے اب تک ان دعووں پر ادائیگی نہیں کی ہے اس لیے خوراک کے صوبائی محکموں کو بینکوں کے قرضوں کی واپسی میں سیالیت کی مشکلات کا سامنا ہے۔ گندم کے موجودہ ذخیرے کو مقررہ مقامات پر اتارنے میں خریداری کرنے والی ایجنسیوں کی کمزور صلاحیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس بات کا امکان ہے کہ آئندہ مہینوں میں سیالیت کی صورتحال مزید خراب ہو جائے گی۔ خصوصاً، 2009ء میں تقریباً 9 ملین ٹن گندم خریدی گئی اور منڈی میں اضافی گندم کی دستیابی کی وجہ سے اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ اس کی خریداری کرنے والی ایجنسیاں مارچ 2010ء سے اس کے سارے ذخیرے کو منڈی میں منتقل کر دیں گی کیونکہ اس وقت تک آئندہ کاشت (2010ء) کی خریداری شروع ہونے کی توقع ہے۔

پاسکو نے گزشتہ برس 700 تا 1500 روپے فی 40 چالیں کلو کے کم از کم ضمانت شدہ نرخوں پر 432,534.9 ملین ٹن چاول خریدے تھے۔ سبھی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ پاسکو مقامی منڈی میں خریدی گئی گندم کے خاطر خواہ حصے کو منتقل نہیں کر سکا کیونکہ تاجروں نے چاول کے خاصے کم نرخوں کی پیشکش کی تھی۔ ٹینڈر کے پست نرخوں کا جزوی سبب ملکی منڈی میں 2008ء کی فصل کے ذخیرے کی وافر مقدار میں دستیابی، اکتوبر 2009ء عالمی نرخوں میں کمزوری اور منڈی میں نئی فصل کی آمد ہے۔ مزید برآں، پاسکو بھی حکومت کی جانب سے قیمتوں میں تفرق کے دعووں کے تحفیے میں ذخیرہ کی توقعات کے باعث اسے بے حد پست نرخوں پر فروخت کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ اسی طرح، ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (ٹی سی پی) کی جانب سے کھاد، چاول اور چینی کے تفرق²⁶ کے دعووں کا بھی اجناس کی مالکاری میں بینکوں کے واجب الادا اکتشاف کو بڑھانے میں حصر ہا ہے۔²⁷ حکومت کی جانب سے قیمتوں کے دعووں کے علاوہ حالیہ مہینوں کے دوران یوٹیلیٹی اسٹورز اور خوراک کے محکموں جیسے سرکاری اداروں سے ٹی سی پی کی واجب الوصول رقم میں اضافہ ہوا ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے واضح ہوتا ہے کہ حکومت کی جانب سے قیمتوں میں تفرق کے دعووں کا تصفیہ نہ ہونے کی وجہ سے اجناس کی خریداری کرنے والی ایجنسیاں بینکوں کو قرضوں کی واپسی میں ناکام رہی ہیں۔ مزید برآں، یہ توقع بھی کی جا رہی ہے کہ آئندہ مہینوں میں بینکوں کے قرضوں کے بڑے حصے کی واپسی نہیں کی جاسکے گی کیونکہ وافر مقدار میں ملکی رسد کے علاوہ پست عالمی نرخوں (خصوصاً گندم کے) نے فاضل اجناس کی برآمد کو مشکل بنا دیا ہے۔ اس کے متعدد اثرات ہو سکتے ہیں:

موجودہ بھاری اکتشاف کے باعث بینک اضافی قرضے دینے میں ہچکچا رہے ہیں

بینک وارتھزیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آخر نومبر 2009ء تک اجناس کی سرگرمیوں کے لیے دیے گئے قرضوں کا بڑا حصہ صرف اول کے پانچ بڑے بینکوں میں مرکوز رہا ہے۔ اس نے نہ صرف بینکوں کی سیالیت پر دباؤ کو بڑھا دیا ہے بلکہ اب بینک 2010ء کی فصل کی خریداری کے لیے اضافی قرضے دینے سے بھی ہچکچا رہے ہیں۔²⁸

اجناس کی سرگرمیاں نجی شعبے کے قرضوں میں کمی اور قیمتوں کے اشاروں پر منفی اثرات مرتب کر سکتی ہیں

خریداری کرنے والی ایجنسیاں اور خوراک کے صوبائی محکمے اس وقت تک بینکوں کو قرضے واپس نہیں کر سکتے جب تک حکومت انہیں زراعت کی قوم فراہم نہیں کرتی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بینکوں کے فنڈز کچھ وقت تک چھپتے رہ سکتے ہیں۔ مالی سال 10ء کی پہلی سہ ماہی تک نجی شعبے کے قرضے کمزور رہے ہیں جس سے اب تک سیالیت کی مشکلات کا جائز نہیں ہو سکی ہیں۔ تاہم اکتوبر

²³ 2008ء میں مجموعی طور پر 9 ملین ٹن سے زائد گندم کی خریداری میں سے صوبوں نے 6 ملین ٹن حاصل کی۔

²⁴ اجرائی قیمت وہ قیمت ہوتی ہے جس پر مل کا مالک خریداری کرنے والی حکومتی ایجنسیوں سے گندم خریدتا ہے۔ فی الوقت حکومت کی معین اجرائی قیمت 975 روپے فی چالیں کلوگرام ہے۔ سبھی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کے دوران نجی شعبے کی جانب سے حکومت کے پاس رکھی ہوئی گندم کی کمزور طلب کا سبب پست عالمی قیمتوں کے باعث وسط ایشیائی ریاستوں سے گندم کی ملک میں اسمگلنگ ہے۔

²⁵ سبھی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ رمضان کے دوران گندم 304 روپے فی چالیں کلوگرام فروخت کی گئی۔

²⁶ یہ خریداری اور ذخیرہ کاری کی لاگت اور اجراء کی قیمت کے درمیان فرق کے متعلق ہے۔

²⁷ ٹی سی پی ملک کی وافر حد تک نجی ہے جو کھاد و درآمد کرتی ہے خصوصاً یوریا اور چینی۔

²⁸ اکتوبر 2009ء میں اجناس کی سرگرمیوں کے لیے کریڈٹ کی اضافی طلب کو سرکاری شعبے کے ایک بڑے بینک سے قرضے لے کر پورا کیا گیا۔

2009ء اور اس کے بعد کی صورتحال سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اجناس کی مالکاری نجی شعبے کے قرضوں کو محدود کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ ان عوامل میں: (الف) اکتوبر 2009ء سے نجی شعبے کے قرضوں میں اضافہ (ب) اسی مدت کے دوران امانتوں کی قدرے پست نمو اور (ج) کرنشل بینکوں سے حکومت کی میزانیہ قرض گیری کا تیزی سے بڑھنا شامل ہیں۔

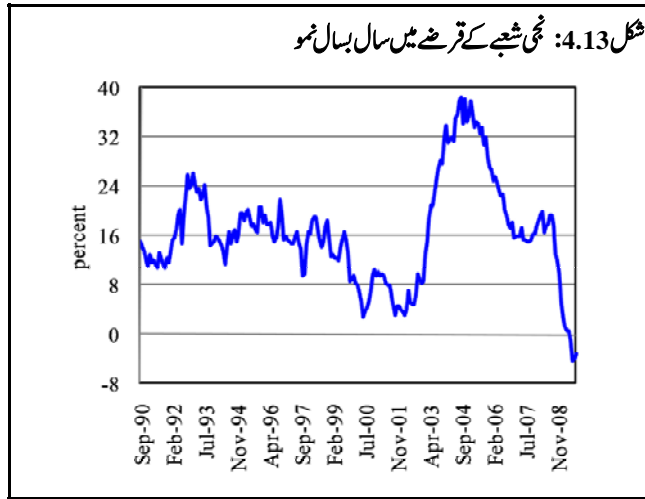
مالیاتی کھاتے پر ممکنہ بوجھ

حکومت کی جانب سے مختلف ایجنسیوں کو زراعت کی فراہمی کے نتیجے میں اس پر مالیاتی بوجھ میں اضافہ ہو جائے گا اور اس کا نتیجہ مالکاری کی بلند ضروریات کی صورت میں برآمد ہوگا۔ مزید برآں، اگر خریداری کرنے والی ایجنسیاں نجی فصلوں کی بروقت خریداری نہیں کر سکیں تو اس سے منڈی میں قیمتوں کے اشاروں پر نجی اثرات مرتب ہوں گے اور یہ صورتحال 2011ء کی فصلوں کے امکانات کو متاثر کر سکتی ہے۔

مختصر یہ کہ بینکوں کے قرضوں پر دباؤ کم کرنے کے لیے قیمتوں کے تفرق کا فوری تصفیہ انتہائی ضروری ہے۔ موجودہ صورتحال ایک مسئلے کو اجاگر کرتی ہے جو کہ معیشت کے مختلف شعبوں میں حکومت کی جانب سے زراعت کی فراہمی ہے۔ ایسے زراعت کی فراہمی نے نہ صرف معیشت میں اضافی قیمتوں پر نجی اثرات مرتب کیے ہیں بلکہ اس سے طلب کا دباؤ بھی پیدا ہوا ہے۔ جبکہ اہم اجناس کے ملکی و عالمی نرخوں میں اتار چڑھاؤ نے مطلوبہ مالیاتی اخراجات کو جانچنے میں مسائل پیدا کیے ہیں۔

4.3 نجی شعبے کا قرضہ (خالص)²⁹

بینکوں کے قرضے کے لیے کارپوریٹ قرضوں کی طلب³⁰ میں کمی کا جو سلسلہ مالی سال 09ء کی دوسری ششماہی میں شروع ہوا تھا، اس میں مالی سال 10ء کے ابتدائی مہینوں کے دوران مزید شدت دیکھنے میں آئی ہے۔ نتیجتاً، نجی شعبے کے قرضوں نے گزشتہ 23 برسوں کے مقابلے میں بدترین کارکردگی دکھائی ہے اور 5 دسمبر 2009ء تک سال بسال نمو میں 2.7 فیصد کی خالص واپسی ریکارڈ کی گئی (دیکھئے شکل 4.13)۔



مجموعی طور پر جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 2010ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں کی نمو 0.9 فیصد کی پست سطح پر رہی۔ اس تمام نمو میں جاری سرمائے کے قرضوں کی خالص واپسی نے اہم کردار کیا ہے۔ ایسا چند صنعتوں میں بحالی کی کچھ علامات کے باوجود دیکھنے میں آیا ہے۔ اس بے قاعدگی کا سبب بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مالی سال 2009ء کے دوران کچھ صنعتیں³¹ بلند ملکی طلب اور خام مال کی قیمتوں (عالمی و ملکی دونوں) میں اضافے کی توقع کے باعث ذخائر کو بڑھا رہی تھیں۔ تاہم، ان صنعتوں کے مذکورہ رویوں میں جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 2010ء کے دوران مراجعت

²⁹ قرضوں کے بیان کردہ اعداد و شمار بینکوں کی سرمایہ کاریوں اور کارپوریٹ شعبے کے قرضوں پر مشتمل ہیں۔ یہ ڈیٹا زری سروے پر مبنی ہے جو 5 دسمبر 2009ء تک کا دستیاب ہے جبکہ شعبہ دار جائزہ جولائی تا اکتوبر کی مدت کا ہے۔

³⁰ نجی شعبے کے مجموعی قرضوں میں سے 85 فیصد سے زائد کارپوریٹ شعبے کو دیا گیا ہے۔

³¹ مثلاً، ریٹائرمنٹ، خوردنی تیل اور فولاد۔

دیکھی گئی ہے اس لیے زیر جائزہ مدت کے دوران ذخائر کو بڑھانے کے لیے اضافی قرضوں کی طلب اتنی زیادہ نہیں تھی جتنی کہ جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 2009ء کے دوران تھی۔ مزید برآں، متعدد عوامل جیسے: (الف) کچھ برآمدی صنعتیں (سینٹ وغیرہ³²) اپنی گزشتہ برس کی برآمدی آمدنیوں سے نقد رقوم حاصل کرنے میں کامیاب رہیں (ب) مالی سال 2009ء کی دوسری ششماہی میں متعدد کمپنیوں نے بندش کا اعلان کیا تھا³³، خصوصاً ٹیکسٹائل شعبے نے اور (ج) ملکی منڈی میں خام کپاس، لوہا و فولادی سلاخوں جیسے چند زمروں کے خام مال کی قیمتوں میں مسلسل کمی نے زیر جائزہ مدت کے دوران اضافی طلب کے دباؤ میں کمی کردی تھی۔

دوسری جانب، جاری سرمائے کے مقابلے میں طویل مدتی قرضوں کی طلب مسلسل بلند سطح پر رہی ہے۔ گزشتہ برس کی طرح اس سال بھی بجلی، کھاد، سینٹ، اور تعمیرات کے شعبوں میں معین سرمایہ کاری قرضوں کی بلند طلب دیکھنے میں آئی ہے۔ خصوصاً بجلی اور کھاد کے شعبوں کو دیے جانے والے قرضے خاصے حیران کن معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ان میں کچھ کمپنیوں نے مالی سال 2009ء میں اپنی مقررہ حد کے مطابق کافی رقوم پہلے ہی حاصل کر لی تھیں۔ اس کا ممکنہ سبب چند منصوبوں کے آغاز میں تاخیر ہے اور اسی کے نتیجے میں قرضے کی اضافی طلب بڑھ گئی۔ مزید برآں، ماضی قریب میں شرح مبادلہ میں اتار چڑھاؤ نے کچھ کارپوریٹ اداروں کی ابل سی لاگت کو بڑھا دیا ہے۔³⁴ نتیجتاً، متعدد کمپنیوں کو زیر جائزہ مدت کے دوران اپنی اضافی ضروریات پوری کرنے کے لیے بینکوں سے روپے میں فنڈنگ حاصل کرنا پڑی۔

طویل مدتی منصوبوں خصوصاً بجلی اور کھاد کے شعبوں میں ایسے منصوبوں کے آغاز سے آئندہ مہینوں میں جاری مالکاری کی ضروریات بڑھ جائیں گی۔ کچھ بینک مذکورہ شعبوں میں پہلے ہی اپنے کلائنٹس کے لیے جاری مالکاری کی حدود مقرر کر چکے ہیں جو انہیں فراہم کی جائے گی۔ جاری سرمائے کے قرضوں کے علاوہ معین سرمایہ کاری کی طلب بھی مستحکم رہنے کا امکان ہے کیونکہ رینٹل اسٹیٹ، ریفائنسریز³⁵ اور ریٹیل پاور جیسے کچھ شعبوں میں نئے منصوبوں کے آغاز سے کارپوریٹ اداروں کی جانب سے منصوبہ جاتی مالکاری میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس لیے یہ ممکن ہے کہ ماضی قریب میں نجی شعبے کے قرضوں میں ہونے والی کمی مستقبل میں دور ہو جائے گی۔

شکل 4.14 سے واضح ہوتا ہے کہ اکتوبر 2009ء میں قرضوں کی طلب میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے جو گزشتہ برسوں کے دوران اسی مہینے میں ہونے والے اوسط اضافے سے خاصا زیادہ ہے۔³⁶

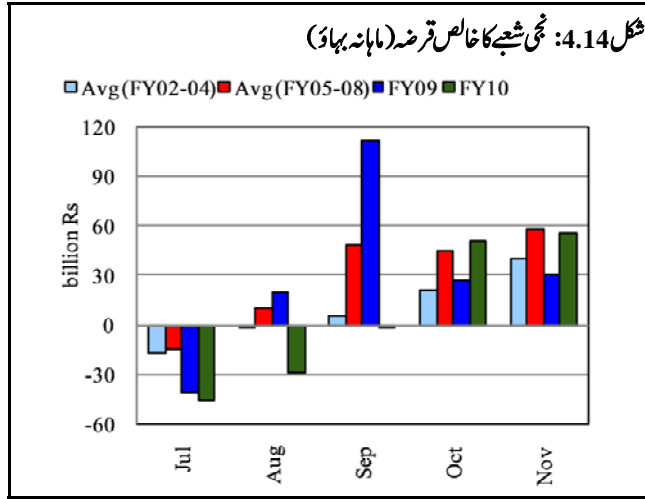
³² یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ مالی سال 09ء میں جولائی تا اکتوبر کے دوران سینٹ کی برآمد میں 97.7 فیصد نمو ہوئی تھی: جو کہ مالی سال 08ء کی اسی مدت میں ہونے والے 105.5 فیصد اضافے سے کم ہے۔

³³ سٹی ٹوہا سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 10ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صنعتی بحالی کا عمل چند بڑی کمپنیوں تک محدود رہا ہے۔

³⁴ اسٹیٹ بینک نے 8 جولائی 2009ء سے تمام اقسام کی درآمدات پر پیکیجی زرمبادلہ تحفظ کو عارضی طور پر معطل کر دیا، تفصیل کے لیے دیکھئے ای پی ڈی ایف ای سرکل نمبر 08۔ پہلے مستند پلرز کو پیکیجی تحفظ دینے کی اجازت تھی تا کہ وہ درآمدی ادائیگیوں میں خطرہ شرح مبادلہ کی پیش بندی کر سکیں۔

³⁵ پیٹرن ریفائنریوں میں ڈی سلفرائزیشن کے منصوبوں پر کام جاری ہے تا کہ 2012ء تک ہائی اسپیڈ ڈیزل میں سلفر کے اجزاء 500 پارٹس فی ملین تک کم کرنے کی حکومتی شرط پر عملدرآمد کو یقینی بنا یا جاسکے۔

³⁶ جولائی کے مہینے میں عام طور پر ہر سال قرضوں کی موٹی واپسی کی جاتی ہے۔



رشد کی صورتحال سے پتہ چلتا ہے کہ غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کے باعث بینک مالی سال 09ء کے دوران قرضوں کے اجرا میں خطرات مول لینے سے گریز کر رہے تھے اور یہی رجحان مالی سال 10ء کے ابتدائی چند مہینوں میں بھی جاری رہا۔ اس لیے بینکوں نے نجی شعبے کو قرضے دینے میں قدامت پسندی کا مظاہرہ کیا ہے۔

اگرچہ خام غیر ادا شدہ قرضوں خصوصاً کارپوریٹ شعبے کے قرضوں میں مالی سال

10ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سست روی دیکھنے میں آئی ہے لیکن متعدد بینکوں کی جانب سے قرضوں کی سخت جانچ نے فنڈز کی فراہمی کو محدود کر دیا۔³⁷ اس کے ساتھ ساتھ زیر جائزہ مدت کے دوران متعدد بینکوں کی جانب سے غیر ادا شدہ قرضوں میں نقد رقوم کی وصولی میں اضافہ ہوا ہے۔³⁸ خام غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کی پست سطح کی توقع کی جا رہی تھی کیونکہ جنوری 2009ء سے خالص قرضے میں تیزی سے کمی آئی ہے اور نقد وصولی کی بلند سطح بینکوں کی سخت کوششوں کو ظاہر کرتی ہے۔

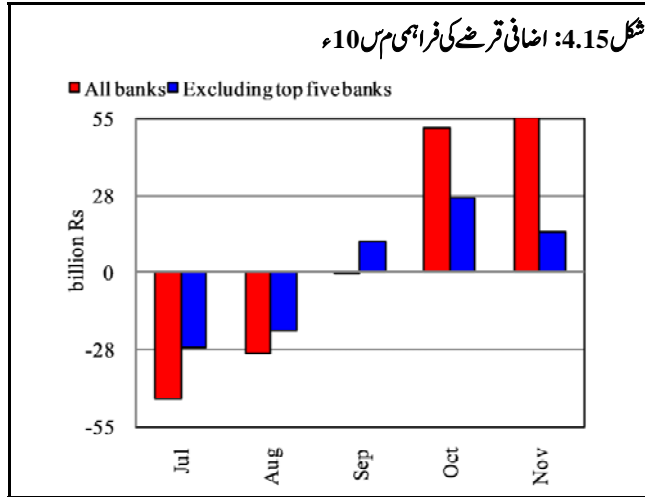
گذشتہ برسوں کی طرح قرضوں میں مذکورہ خالص نمو کی رفتار برقرار رہنے کا امکان نہیں ہے³⁹ اور اب بینکوں کی زیادہ توجہ ایسے مخصوص منصوبوں پر مرکوز ہے جن میں نقد قومات کا بہاؤ مستحکم ہو۔ یہ تیزی کے برسوں کی روش کے برعکس ہے جب بینک صرف ضمانتی قدر پر مالکاری فراہم کرتے تھے۔ ان ضمانتوں میں ذخائر، معین اثاثے اور قابل وصولی اشیاء شامل ہیں اور قرضے دیتے ہوئے کاروباروں کی نقد قومات کے بہاؤ پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ اس لیے امکان ہے کہ محتاط رویے کے نتیجے میں نجی شعبے کے قرضوں کی نمو محدود رہے گی۔

بینک وارا اضافی قرضوں کی تقسیم سے پتہ چلتا ہے کہ قرضوں کی فراہمی میں روایتی طور پر بڑا حصہ رکھنے والے صف اول کے پانچ بینکوں کی قرض گاری سرگرمیوں میں جولائی تا ستمبر مالی سال 2010ء کے دوران دیگر بینکاری گروپ کے مقابلے میں کمی ہوئی ہے (دیکھئے شکل 4.15)۔ گہرا تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ حالیہ مہینوں کے دوران پی ایس ای کریڈٹ اور اجناس کی مالکاری میں صف اول کے پانچ بینکوں کے اکتشاف کی بلند سطح ممکنہ طور پر نجی شعبے کے لیے قابل قرضہ فنڈز کی کمی پر منتج ہوئی۔ دیگر بینکوں کے مقابلے میں صف اول کے پانچ بینکوں میں امانتوں کی پست نمود صورتحال کو

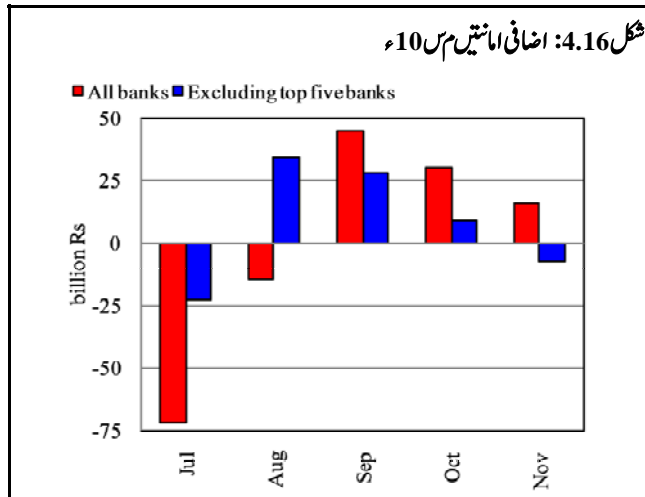
³⁷ گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں کارپوریٹ شعبے کے خام غیر ادا شدہ قرضوں میں نمایاں اضافے میں بڑا حصہ جاری سرمائے کا ہے۔ تاہم، مالی سال 10ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کارپوریٹ شعبے کے خام غیر ادا شدہ قرضوں میں جاری سرمائے کے غیر ادا شدہ قرضوں کا حصہ خاصا پست تھا۔

³⁸ تفصیلات کے لیے غیر ادا شدہ قرضوں کا سیکشن دیکھئے۔

³⁹ گذشتہ برس کے علاوہ مالی سال 04ء تا 08ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں اوسطاً 24.6 فیصد کمی نمود ہوئی ہے۔



مزید بگاڑنے کا باعث بنی۔ خصوصاً ابتدائی تین مہینوں میں مذکورہ بینکوں کی امانتوں میں نمو کم رہی ہے (دیکھئے شکل 4.16)۔ سیالیت کے بارے میں خدشات سے قطع نظر حکومت کی اعانت میزانیہ کے لیے قرض گیری کی بلند سطح نے بھی زیر جائزہ مدت کے دوران بینکوں کی نجی شعبے کو قرضے دینے کی صلاحیت کو محدود کرنے میں کردار ادا کیا ہے (دیکھئے جدول 4.5)۔



نجی شعبے کے قرضے
اگرچہ گزشتہ برس سے صارفی قرضوں کی طلب میں کمی آ رہی ہے لیکن جولائی تا اکتوبر مالی سال 10ء کے دوران نجی شعبے کے قرضوں میں نمایاں کمی کی وجہ کاروباری شعبے کے قرضوں میں خاصی کمی ہے۔

جولائی تا اکتوبر مالی سال 10ء کے دوران کاروباری شعبے کے قرضوں میں 0.6 فیصد کمی آئی جبکہ گزشتہ پانچ برسوں میں ان کی اوسط نمو 5 فیصد سے زیادہ تھی۔ شکل 4.17 سے ظاہر ہے

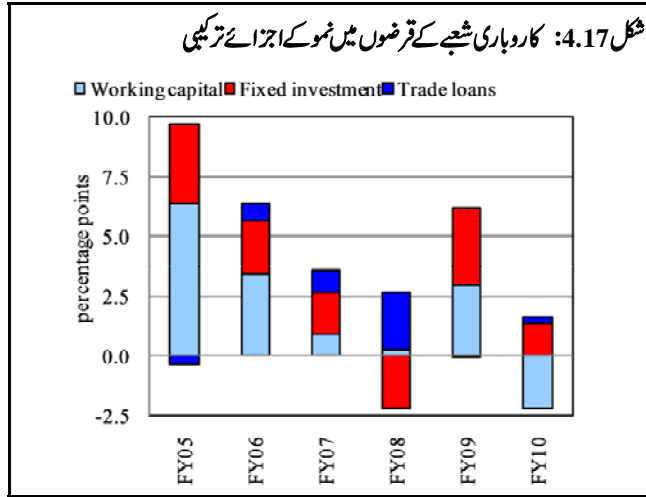
جدول 4.5: فی بلز کی ٹیلا میوں میں حکومت کی شرکت

ارب روپے		
م س 2010ء	م س 2009ء	
جولائی تا اکتوبر	اپریل تا جون	جنوری تا مارچ
205.9	250.5	514.8
174.1	99.5	50.2
704.2	462.6	1011.7
162.5	108.4	169.4

کہ جاری سرمائے کے قرضوں کی خالص واپسی قرضوں کی نمو میں ساری کمی کا باعث بنی تھی۔ اگرچہ معین سرمایہ کاری اور تجارتی قرضوں کی طلب میں کافی کمی آئی ہے پھر بھی قرضوں کی نمو میں اس کا حصہ ثبت رہا۔

ماہانہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرضوں

میں تخفیف کا بڑا حصہ مالی سال 10ء کے ابتدائی تین مہینوں میں مرکوز رہا ہے جبکہ اکتوبر 2009ء میں ایڈوانسز کی طلب میں معمولی بحالی دیکھنے میں



آئی ہے (دیکھئے جدول 4.6)۔ اکتوبر 09ء میں قرضوں کی طلب میں تیزی کا سبب کپاس کی خریداری کے لیے جاری مالکاری کی موسمی ضروریات ہیں۔ مزید برآں، زیر جائزہ مدت کے دوران چینی کے شعبے کی موسمی طلب بھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس کی وجہ شکر سازوں کی جانب سے گنے کی کچل کاری میں تاخیر اور متعدد صنعتوں کی جانب سے گذشتہ برس لیے جانے والے قرضوں کی واپسی ہے۔

جدول 4.6: مالی سال 10ء کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں کی تقسیم

ارب روپے

اکتوبر	جولائی تا اکتوبر		
م 10ء	م 10ء	م 09ء	
30.4	-46.3	62.6	جاری سرمائے کے قرضے
-0.8	0.9	2.8	الف۔ زراعت
14.4	-33.1	54.1	ب۔ اشیاء سازی
0.2	-8.7	-5.4	الف۔ چاول کی پروسیسنگ
-4.6	-25.8	-10.8	ب۔ چینی کے اشیاء ساز
24.1	13.0	21.9	ج۔ ٹیکسٹائل
18.6	9.0	18.7	مصنوعی ریشے کی اسپننگ
-1.6	-1.8	11.2	ب۔ صاف پٹروئیم مصنوعات
-0.1	-3.6	2.4	ج۔ بنیادی دھات
-3.5	-0.2	14.3	ج۔ کیمیکلز و کیمیکل مصنوعات
-0.8	-0.9	2.0	د۔ مشینری کے اشیاء ساز
7.9	-8.7	1.1	ج۔ بجلی
1.0	-3.5	-5.6	د۔ تعمیرات
3.6	-7.0	8.7	ہ۔ کامرس و تجارت
-0.3	2.1	-1.0	د۔ ٹرانسپورٹ و مواصلات
0.5	1.0	9.7	ہ۔ دیگر کاروباری سرگرمیاں

موسمی مالکاری کے علاوہ اکتوبر 2009ء میں بجلی کے شعبے کی جانب سے جاری سرمائے کے قرضوں میں اضافہ دیکھا گیا ہے۔ اس شعبے میں جولائی تا اکتوبر مالی سال 10ء کے دوران قرضوں کی خالص واپسی کی گئی تھی۔ ستمبر 2009ء میں پی پی ٹی ایف سیز کے اجرا کی وجہ سے چند آئی پی پیز کے قرضوں کے تصفیے نے انہیں مزید قرضے لینے کی گنجائش فراہم کی کیونکہ گردش قرضے کا مسئلہ ابھی حل نہیں ہوا ہے۔

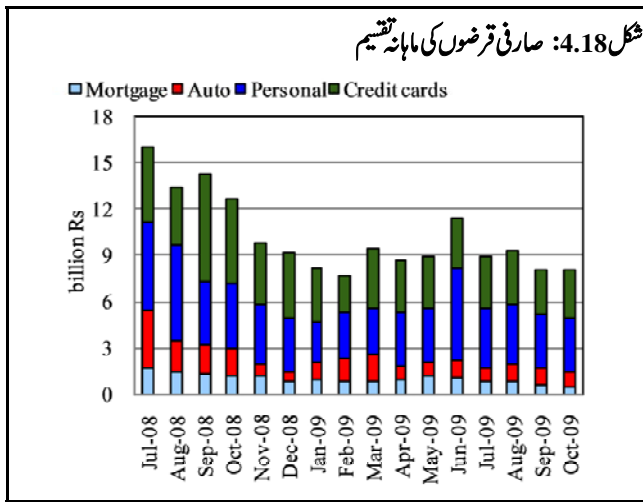
آخر میں، اکتوبر 2009ء میں کامرس و تجارت کے شعبے کی طلب بڑھنے سے صنعتی کارکردگی میں معمولی بہتری اور بڑھتے ہوئے تجارتی حجم کی عکاسی ہوتی ہے۔

صارفی قرضے

صارفی شعبے میں خراب قرضوں کی تعداد میں اضافے کا ایک سبب قرض گیری کی بڑھتی ہوئی لاگت اور قرض گیروں کی حقیقی آمدنی میں کمی ہے اور

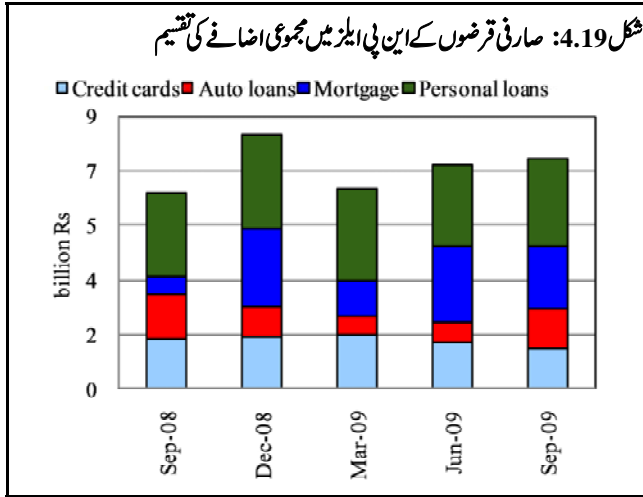
انہی وجوہات کی بنا پر گزشتہ دو برسوں سے بینک اس شعبے کو جارحانہ انداز میں قرضوں کی فراہمی کے لیے تیار نہیں۔ نتیجتاً، صارفی قرضے جن میں دسمبر 2006ء سے سست روی کا عمل جاری ہے ان میں جولائی تا اکتوبر مالی سال 09ء کے دوران 6 فیصد اور جولائی تا اکتوبر مالی سال 10ء کے دوران مزید 7.6 فیصد کمی آئی ہے۔ گزشتہ برس کی طرح صارفی قرضے کے تمام زمروں میں تخفیف دیکھنے میں آئی ہے۔

خصوصاً جولائی تا اکتوبر مالی سال 10ء کے دوران کار ماکاری میں کمی کا رجحان برقرار رہا اگرچہ مقامی کاروں کی فروخت میں اضافہ دیکھا گیا ہے۔⁴⁰ اس کی وجہ یہ ہے کہ کاروں کی حالیہ طلب کی ماکاری کا بڑا حصہ صارفین نے بینکوں سے قرضے لینے کے بجائے اپنی ایکویٹی سے ادا کیا۔



حالیہ مہینوں کے دوران متعدد بینکوں کی کار ماکاری کی طلب میں اضافہ ہوا ہے۔ اس لیے اس بات کا امکان ہے کہ آئندہ مہینوں میں کار ماکاری مزید بڑھے گی لیکن بینک صارفی قرضے دینے میں محتاط رویہ اختیار کریں گے۔

تقسیم کے لحاظ سے صارفی قرضوں میں بڑا حصہ اب بھی ذاتی قرضوں کا ہے جس کے بعد کریڈٹ کارڈ کا نمبر آتا ہے جو کہ سب سے پرخطر قرض گاری سمجھی جاتی ہے کیونکہ یہ زیادہ تر ضمانت کے بغیر دیے جاتے ہیں (دیکھئے

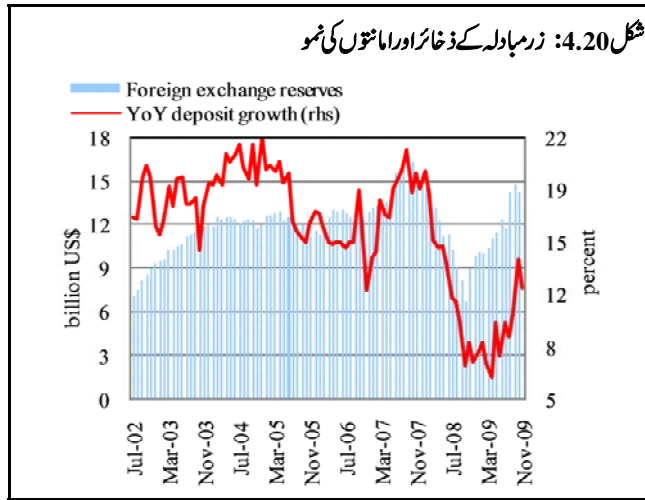


شکل 4.18)۔ ماضی قریب میں ان زمروں کے غیر ادا شدہ قرضوں میں مجموعی اضافے کے باوجود اس صورتحال کا تسلسل برقرار ہے (دیکھئے شکل 4.19)۔ تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ ان قرضوں کا ارتکاز چند بینکوں میں ہے جو زیادہ تر اپنے ان صارفین کو قرض گاری فراہم کرنے پر توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں جن سے ان کے طویل مدتی روابط استوار ہیں۔ مثلاً، کچھ بینک یہ قرضے ایسے قرض

⁴⁰ سچی شواہد سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاروں کے لیے صارفی طلب بینکوں سے حاصل کی جانے والی کار ماکاری سے براہ راست متاثر ہوتی ہے۔ تاہم، قرض گیری کی لاگت کے بڑھنے اور غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کے بعد بینکوں کی محتاط قرض گاری نے قرض گروں کے لیے بینکوں کے قرضوں کو مزید مہنگا کر دیا۔

گیروں کو دے رہے ہیں جن کی تنخواہ کے کھاتے ان بینکوں میں ہیں۔ اس سے نہ صرف قرض گیر کی آمدنی پر نظر رکھنا ممکن ہوتا ہے بلکہ وہ بینکوں کو یہ اختیار بھی دیتے ہیں کہ وہ کھاتے میں سے واجبات کی کٹوتی کر لیں۔

4.4 امانتیں جمع کرنا⁴¹



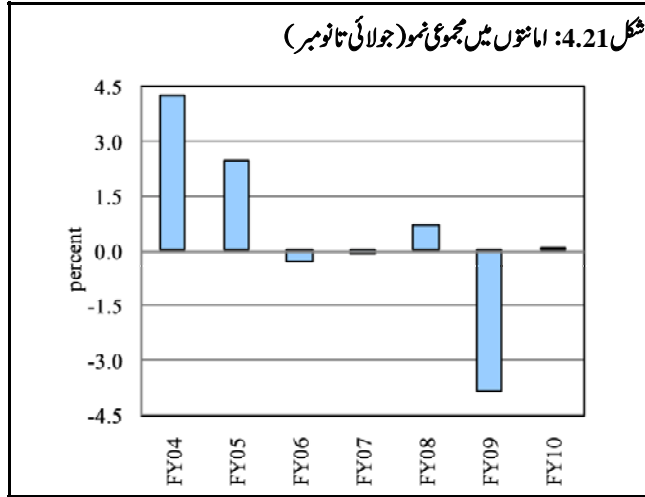
بینکوں کی جانب سے امانتیں جمع کرنے کے عمل میں کچھ بحالی دیکھنے میں آئی ہے۔ اس میں مئی 09ء سے اضافے کا رجحان ہے اور یہ آخر نومبر 2009ء میں بڑھ کر 12.2 فیصد تک پہنچ گئیں (دیکھئے شکل 4.20)۔ تاہم، ماضی قریب میں ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں خاطر خواہ اضافے کو مد نظر رکھتے ہوئے امانتوں کی سال بسال نمو کی موجودہ سطح کافی کم ہے (دیکھئے شکل 4.20)۔ تاریخی طور پر زرمبادلہ کے مجموعی ذخائر میں اضافے کا ملکی بینکوں کی امانتوں کی نمو میں اہم حصہ رہا ہے۔ تاہم اب یہ تعلق کمزور معلوم ہوتا ہے۔

مالی سال 2009ء کے دوران زرمبادلہ میں خریداریوں کے لیے ڈالر کی سیالیت کا بڑا حصہ اسٹیٹ بینک نے فراہم کیا تھا اور اسی کے مطابق روپے کی امانتوں میں کمی ہوئی تھی (زروسیج میں تخفیف کے ساتھ ساتھ)۔ تاہم، اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بحالی منڈی کی خریداریوں سے نہیں آئی (کیونکہ ایسی سیالیت کا نظام میں دوبارہ ادخال کرنا پڑتا) بلکہ اس کی وجہ آئی ایم ایف کے قرضے ہیں (جو منڈی کی سیالیت یا زروسیج کی نموکومتاثر نہیں کرتے)۔

جولائی تا نومبر مالی سال 2010ء کے دوران امانتوں میں قدرے پست سال بسال نمو کا ایک اور سبب مالیاتی خسارے کی تسلیک میں خاصی کمی ہے۔ خصوصاً، جولائی تا 5 دسمبر مالی سال 10ء کے دوران مرکزی بینک سے اعانت میزانیہ کے لیے خالص مجموعی قرض گیری 88.9 ارب روپے کی پست سطح پر رہی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 405.2 ارب روپے کی قرض گیری حاصل کی گئی تھی۔

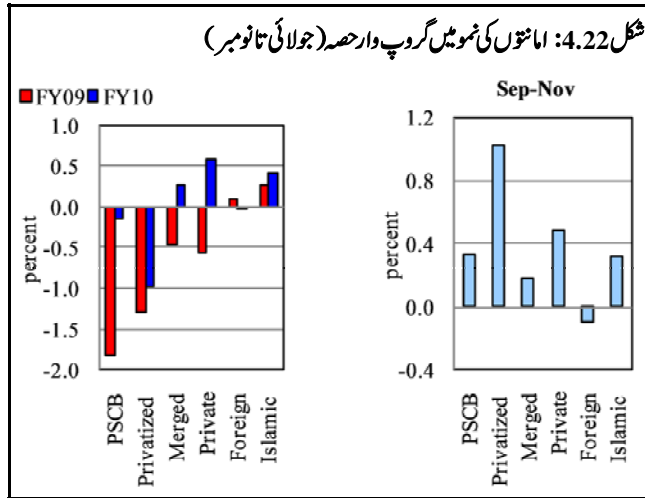
اس سے قطع نظر، جولائی تا نومبر مالی سال 10ء کے دوران بینکاری نظام کی مجموعی امانتوں میں 0.1 فیصد نمو ہوئی ہے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں امانتوں کی بنیاد میں 3.8 فیصد کمی دیکھنے میں آئی تھی (دیکھئے شکل 4.21)۔

⁴¹ امانتوں پر کی جانے والی بحث بینکاری صنعت کی مجموعی امانتوں پر مبنی ہے اور اس میں حکومتی امانتیں بھی شامل ہیں۔



یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ امانتوں میں یہ نمو وسیع البنیاد ہے کیونکہ زیادہ تر بینکوں کی امانتوں میں نمو ہوئی ہے۔ مزید تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ جولائی تا نومبر مالی سال 10ء کے دوران امانتوں کی نمو کو بڑھانے میں متعدد عوامل نے اہم کردار ادا کیا جو یہ ہیں:

- 1- بیرونی کھاتے پر دباؤ میں کمی نے امانتوں کی نمو پر مثبت اثرات مرتب کیے۔ خصوصاً، جولائی تا نومبر مالی سال 10ء کے دوران بیرونی کھاتے کے توازن میں 0.9 ارب ڈالر کا فاضل دیکھنے میں آیا ہے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں اس میں 5 ارب ڈالر کا خسارہ ہوا تھا۔ اس لیے، اس کے نتیجے میں آنے والی روپے کی سیالیت نے امانتوں کی نمو پر مثبت اثرات مرتب کیے۔

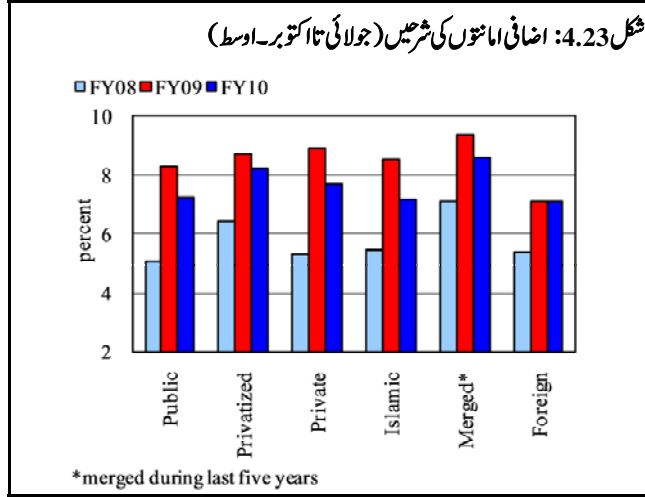


- 2- کچھ صنعتوں خصوصاً تھوک و خوردہ تجارت، بجلی اور کاروں کی صنعتوں میں بحالی کی علامات کا بھی امانتوں کی نمو کو بڑھانے میں حصہ رہا ہے۔ خاص طور پر گاڑیوں کی امانتوں کی نمو ممکنہ طور پر مقامی طور پر تیار ہونے والی گاڑیوں کی فروخت میں اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔

بینکوں کے گروپ وار تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ بڑے نجکاری شدہ بینکوں کے علاوہ جون 2009ء کے بعد سے دیگر بینکوں کی امانتوں کی بنیاد میں اضافہ ہوا ہے (دیکھئے شکل 4.22)۔⁴² بڑے نجکاری شدہ بینکوں میں سے ایک بینک کی امانتوں کی نمو میں کمی اس پورے گروپ کی امانتوں میں کمی کا باعث بنی ہے۔ اگر اس بینک میں امانتوں کی کمی کو منہا کر دیا جائے تو بڑے نجکاری شدہ بینکوں کی امانتوں میں 0.1 فیصد کی معمولی نمو ہوئی ہے۔⁴³

⁴² حتیٰ کہ بڑے نجکاری شدہ بینکوں سے نکلوانی جانے والی رقم بھی بیشتر مالی سال 10ء کے ابتدائی دو مہینوں میں مرکوز ہیں، اس کے بعد کے مہینوں میں ان کی امانتوں میں اضافہ دیکھا گیا ہے (دیکھئے شکل 4.22)۔ ستمبر نومبر کے اعداد و شمار مالی سال 10ء کے ہیں۔

⁴³ اس بڑے نجکاری شدہ بینک کے لیے امانتوں کی مجموعی بنیادی مطابقت سے جولائی تا نومبر مالی سال 10ء کے دوران 1.3 فیصد نمو ظاہر ہوتی ہے۔

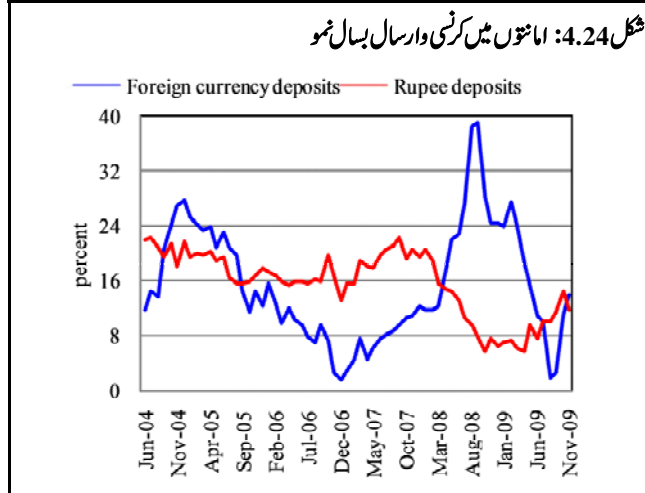


ایک بڑے نجکاری شدہ بینک کی امانتوں میں کمی کا سبب اس میں بھاری مقدار میں معین امانتوں کا نکلوا یا جانا ہے۔ درحقیقت، متوین کے بلند اخراجات کی وجہ سے منافع کے مارجن میں کمی نے بینکوں کو ہنگامی امانتوں میں کمی پر مجبور کر دیا اور ان بینکوں نے امانت داروں کی حوصلہ افزائی نہیں کی کہ وہ طویل مدتی امانتوں میں سرمایہ کاری کریں۔ نجکاری شدہ بینکوں کے علاوہ سرکاری شعبے میں بھی جولائی تا نومبر مالی سال 10ء کے دوران امانتیں نگلوائی گئی ہیں تاہم، امانتوں کی نمو

میں کمی گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں ہونے والی کمی کے مقابلے میں خاصی پست ہے۔

دوسری جانب جولائی تا اکتوبر مالی سال 10ء کے دوران دیگر بینکوں کی امانتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ خصوصاً، ضم شدہ بینکوں کی امانتوں میں اس لیے اضافہ ہوا کہ اس گروپ میں شامل متعدد بینک دیگر بینکوں کے مقابلے میں متاثر کن شرح منافع کی پیش کش کر رہے تھے (دیکھئے شکل 4.23)۔

امانتوں میں کرنسی وار نمو کے اجزائے ترکیبی سے ظاہر ہوتا ہے کہ زرمبادلہ کی امانتوں کی نمو میں اکتوبر 08ء کے بعد سے مسلسل کمی کا رجحان تھا، تاہم



بعد ازاں اس میں بہتری آنا شروع ہوئی اور یہ آخر نومبر 09ء تک بڑھ کر 14 فیصد تک پہنچ گیا (دیکھئے شکل 4.24)۔

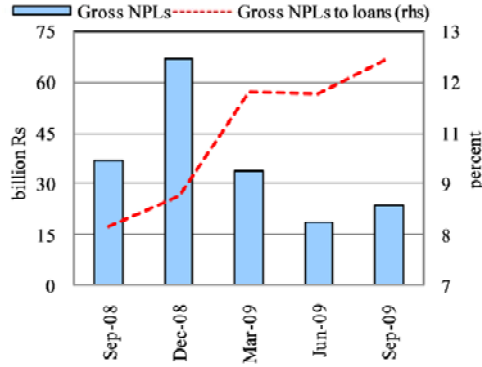
زرمبادلہ کی امانتوں کو بڑھانے میں پی ایس ایز کے ڈالر رکھاتوں نے اہم کردار ادا کیا۔

4.5 غیر ادا شدہ قرضے⁴⁴

مالی سال 2010ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بینکاری نظام کے اثاثہ جاتی معیار

⁴⁴ ستمبر 2009ء میں غیر ادا شدہ قرضوں اور قرضوں کے تناسب میں مسلسل اضافے کو احتیاط سے دیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ بینکوں کے خالص قرضے میں جنوری 2009ء کے بعد سے تیزی سے کمی ہوئی ہے۔

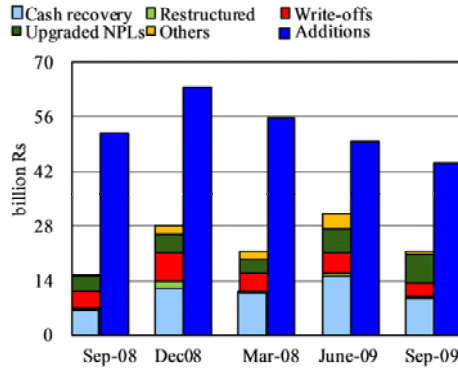
شکل 4.25: غیر ادا شدہ قرضے (این پی ایلز)



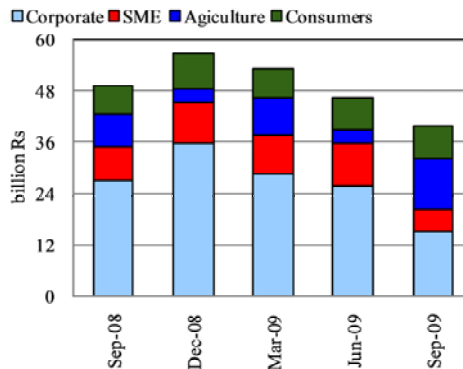
میں کچھ بگاڑ دیکھنے میں آیا ہے کیونکہ جون 2009ء کے بعد خام غیر ادا شدہ قرضے 23 ارب روپے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 421.6 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ تاہم، یہ اضافہ مالی سال 2009ء کی ابتدائی تین سہ ماہیوں میں ہونے والے اضافے کے مقابلے میں خاصا کم ہے (دیکھئے شکل 4.25)۔

غیر ادا شدہ قرضوں میں حرکت پذیری سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 2010ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غیر ادا شدہ قرضوں میں مجموعی اضافے اور کمی میں کچھ بہتری آئی ہے (دیکھئے شکل 4.26)۔ مالی سال 2010ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غیر ادا شدہ قرضوں میں مجموعی اضافہ 43.9 ارب روپے تک محدود رہا جو مالی سال 2009ء کی پہلی سہ ماہی کے 51.7 ارب روپے سے خاصا کم ہے۔ اس بہتری کی عکاسی مالی سال 2010ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کارپوریٹ شعبے کے قرضوں میں معمولی اضافے سے ہوتی ہے جبکہ گزشتہ برس قرضوں میں اضافے کا بڑا حصہ اسی جز سے آیا تھا (دیکھئے شکل 4.27)۔

شکل 4.26: غیر ادا شدہ قرضوں میں حرکت پذیری



شکل 4.27: این پی ایلز میں اضافے کی جزوار تقسیم



دوسری جانب، مالی سال 10ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والی کمی نہ صرف گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں زیادہ تھی بلکہ اس کے اجزائے ترکیبی بھی گزشتہ برس کے مقابلے میں بہتری کے عکاس ہیں۔ خصوصاً، غیر ادا شدہ قرضوں میں

ہونے والی حالیہ کمی کا بڑا حصہ نقد وصولیوں⁴⁵ اور اپ گریڈ کیے گئے غیر ادا شدہ قرضوں پر مبنی ہے جبکہ مالی سال 09ء کی پہلی سہ ماہی میں نقد وصولیوں اور اپ گریڈ کیے جانے والے غیر ادا شدہ قرضوں کا حجم پست تھا۔

مزید تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ کارپوریٹ شعبے کے قرضوں کا حصہ خام غیر ادا شدہ قرضوں کی نمو سے بلند رہا ہے لیکن صارفی اور زرعی

جدول 4.7: خام غیر ادا شدہ قرضوں میں اضافے کی تقسیم (جولائی تا ستمبر)		
ارب روپے		
اجزاء	م 09ء	م 10ء
کارپوریٹ	20.5	12.7
زراعت	4.5	7.6
ایس ایم ای	8.5	-1.5
صارفی	2.0	4.2
دیگر	1.3	0.7
مجموعی اضافہ	36.8	23.7

قرضوں کے معیار میں بھی مزید ابتری دیکھنے میں آئی ہے (دیکھئے شکل 4.27)۔ مالی سال 10ء کی پہلی سہ ماہی میں زرعی شعبے کے خام غیر ادا شدہ قرضوں میں ہونے والا اضافہ مالی سال 09ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں دگنے سے بھی زیادہ ہے (دیکھئے جدول 4.7)۔ تاہم، یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس اضافے کا بڑا حصہ

سرکاری شعبے کے ایک بڑے بینک میں مرکوز رہا۔ صارفی قرضوں کے تمام زمروں میں اضافہ ہوا ہے جس سے افراد کی قوت خرید کے گرنے کی عکاسی ہوتی ہے۔

⁴⁵ سمسٹی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ نقد وصولیوں کا بڑا حصہ تعمیرات، پیچیدگی، ٹیکسٹائل اور کامرس و تجارت کے شعبے میں جاری سرمائے سے حاصل ہوا ہے۔